صوت النجف الأشرف

شماره دوم

لسماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي (دام ظله الوارف)

ماہانہ علمی سماجی رسالہ

صفر المظفر ١٤٣٥ھ

۸ علم کی فضیلت

۱۲ جوان لڑکوں کے نام

۱۵ عزاداری کے بارے میں شبہات اور ان کا مدلل جواب

۲۲ مرجع دینی الکبیر آیت اللہ العظمی سماحۃ الشیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

بانی
سماحۃ آیۃ اللہ العظمی المرجع الدینی الکبیر الشیخ بشیر حسین النجفی

مدیر اعلیٰ
سماحۃ الشیخ علی النجفی

انتظامی مدیر
شیخ قیصر عباس

نظارت
سید نسیم نقوی
سید تنویر حسین

معاون
شیخ علی عباس نجفی
شیخ محمد تقی ہاشمی
شیخ محمد مجتبی نجفی

تزیین و آرائش و سرورق
بھاء کنانی

رسالے کی سالانہ ممبرشپ حاصل کرنے کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں۔

0092 312 5197082 Email:m.
urdu@alnajafy.com
00964 760 1601182

صوت النجف الاشرف کو مقالات و تحریروں میں تدوین و ترمیم کا مکمل اختیار ہے۔

نجات کا راستہ

عقل و فکر کو استعمال کرنے، فائدہ مند اور نقصان دہ عناصر کو جاننے اور Imported culture اور رسم و رواج کو ترک کرنے سے ہی ہم اس غلامی سے نجات حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہم تمام علمی شعبوں میں اپنی تمام تر صلاحیتوں کو صرف کردیں کیونکہ قوموں کی ترقی کا درومدار تعلیم پر ہوتا ہے۔

میرے بھائیو! وقتاً فوقتاً سامنے آنے والی Reports سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مغربی ثقافت معاشرے اور عوام کو تباہ و برباد کرکے رکھ دیتی ہے خود مغربی معاشرہ اپنی ثقافت کے ہاتھوں ایسی مہلک بیماریوں اور آفتوں کا شکار ہوچکا ہے کہ جن کانہ تو کوئی علاج ہے اور نہ ہی کوئی حل۔ مغربی دانشور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اسلامی ممالک اور معاشرہ اپنی دینی ثقافت اور آباء و اجداد کی طرف سے وراثت میں ملنے والی عادات کی وجہ سے ابھی تک ان بیماریوں سے بچا ہوا ہے کہ جن کے علاج سے مغرب عاجز آچکا ہے۔

میرے جوان بچو!

خدا کے بتائے ہوئے صحیح راستے پر لوٹ آوٴ اور فقہاءِ اسلام اور حوزہ علمیہ نجف اشرف کے علماء کا رخ کرو اور اپنے اسلوبِ زندگی اور روز مرہ ضروریات کے بارے میں ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کے بارے میں ان سے سوال کرو اور اسکے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے آگاہی حاصل کرو اور اسلامی ثقافت کو اپنانے کی مکمل جدوجہد کرو تاکہ ہم دوسروں کے اسلوبِ حیات کی اندھی تقلید سے دور اسلام کی برتری اور دین کی حکومت، اور انسانیت کے سکون کی طرف پلٹ آئیں۔ خدا ہمیں اس زندگی کے سانچے میں ڈھلنے کی توفیق عطا فرمائے کہ جس کو خدا اور آئمہ اہلِ بیت علیہم السلام ہمارے لئے پسند کرتے ہیں تاکہ اپنے زمانے کے سلطان، اللہ کے ولی حضرت امام مہدیؑ کے استقبال کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکیں(ان کے ظہور کے لئے ہماری جانیں قربان ہوں)۔

و آخر دعوانا أن الحمد للہ رب العالمین

فضائل زیارت امام حسینؑ

ضیغم عباس نجفی

ہر قوم وملت کے پاس کچھ ایسے اعمال پائے جاتے ہیں جس کی بناء پر وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں ان میں سے ملت تشیع کے پاس ایک عمل زیارت امام حسین علیہ السلام ہے یہ ہر مؤمن و محبّ اہل بیت کی تمنا ہے یہ ایک ایساچراغ ہے جس کے ذریعہ لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں اس زیارت کےذریعہ تجدید عہد کرتے ہیں کہ وہ ظالم و طاغوت کے سامنے کبھی سر نگوں نہیں ہونگے کوئی کتنا ہی مظلوم کیوں نہ ہو لیکن جب وہ اپنی مظلومیت کا کربلاء کے ساتھ موازنہ کرتا ہے تووہ اسکو قطرہ بحر سمجھتا ہے اپنا سب کچھ حتی اہل وعیال فقط رضا خداکے لیےلوٹا دینا ایسا عمل تھاجس کودیکھ کروہ فرشتے جو انسان کو ایک سر کش اور طاغی سمجھتے تھے اور فقط اپنی تسبیح و تقدیس پر ناز کرتے تھے یہ یقیناکہنے پر مجبور ہو گئے ہونگے واقعا اے رب جلیل جو تو جانتا تھا ہم نہیں جانتے تھے خدا وند عالم نے کربلاء کو وہ شرف وعزت بخشی جو روء زمین پر کسی کے حصے میں نہیں آئی یہ جنت کے ٹکڑوں سے ایک ٹکڑا ہے اسی لیےکائنات کی ہر چیز زیارت امام حسینؑ کے لیے بے تاب ہے۔

انبیاءکا شوق زیارت امام حسینؑ

اللہ تعالی کے تمام انبیاء زیارت امام حسینؑ کیلئے خدا سے التجاء کرتے ہیں کہ انہیں اجازت دی جائے تاکہ وہ ارض کربلاء حاضرہوکرزیارت انجام دیں چنانچہ رایت میں وارد ہوا ہے

عَنِ اسْحَاقَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ لَيْسَ نَبِيٌّ فِي السَّمَاوَاتِ وَ الْأَرْضِ إِلَّا وَ يَسْأَلُونَ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى أَنْ يُؤْذَنَ لَهُمْ فِي زِيَارَةِ الْحُسَيْنِ فَفَوْجٌ يَنْزِلُ وَ فَوْجٌ يَعْرُجُ

اسحاق ابن عمار کہتے ہیں میں نے حضرت امام جعفر صادق کو یہ کہتے سنا ہے کہ زمین وآسمان میں ہر نبی اللہ تعالی سے التجاء کرتا ہے کہ انہیں زیارت امام حسینؑ کی اجازت دی جائے ایک انبیاء کا گروہ نازل ہوتا ہے اور ایک گروہ واپس آسمان میں جاتا ہے ۔ فروع الکافی ص ۵۸۸

حضرت فاطمہ الزہراءؑکی دعا زائر امام حسینؑ کیلئے

ہر مؤمن اپنے گناہوں کی مغفرت کے لیے گریہ کناں ہوتا ہے اور اپنے گناہوں کی مغفرت کی دعا کرتا ہے لیکن جب زیارت امام حسینؑ کے لیے آتا ہے تو ملکہ کونین حضرت فاطمہ زہراءؑ اسکی مغفرت کی دعا کرتیں ہیں روایت میں آیا ہے

داو بن کثیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت فاطمہ بنت محمد اپنے بیٹےامام حسین علیہ السلام کی قبر پر آنے والے زائرین کیلیے حاضر ہو کر انکے گناہوں کی مغفرت کی دعا کرتیں ہیں۔ کامل الزیارات ۱۱۸

ملائکہ کے اعمال زائرین امام حسینؑ کیلئے

اللہ تعالی نے فرشتوں کو عبادت کے لیے ضریح امام حسین علیہ السلام پر مأمور کیا ہوا ہے جنکی

عبادت عام آدمی کی عبادت کے ہزار گنا ہے جو بھی زائر زیارت امام حسینؑ پر آتا ہے تو وہی تمام ثواب اسی زائر کے نامہ اعمال میں درج کیا جاتا ہے چنانچہ روایت میں ہے

عَنْ عَنْبَسَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ وَكَّلَ اللَّهُ بِقَبْرِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ سَبْعِينَ أَلْفَ مَلَكٍ يَعْبُدُونَ اللَّهَ عِنْدَهُ الصَّلَاةُ الْوَاحِدَةُ مِنْ صَلَاةِ

عنبسہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے امامؑ کو یہ کہتے سنا ہے کہ اللہ تعالی نے ستر ہزار فرشتوں کو قبر حسینؑ پر مأمور کیا ہے جو وہاں پر خدا کی عبادت کرتے ہیں ایک فرشتے کی نماز عام آدمی کی ہزار نمازوں کے برابر ہے اس نماز کا ثواب قبر حسینؑ کے زائرین کے لیے ہے اور امام کے قاتلوں پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی ہمیشہ ہمیشہ کیلئے لعنت ہو۔کامل الزیارات ۱۲۱

ایک اور حدیث کے مطابق جو بھی بھی زائر زیارت امام حسینؑ کو آتا ہے فرشتے اسکا نہ صرف استقبال کرتے ہیں بلکہ اسکو الوداع بھی کرتے ہیں اور اگر اسکو موت آجائے تو اسکی نماز جنازہ پر حاضر ہوتے ہیں

عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ: قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ أَرْبَعَةَ آلَافِ مَلَكٍ عِنْدَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِ شُعْثاً غُبْراً يَبْكُونَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ رَئِيسُهُمْ مَلَكٌ يُقَالُ لَهُ مَنْصُورٌ فَلَا يَزُورُهُ زَائِرٌ إِلَّا اسْتَقْبَلُوهُ وَ لَا يُوَدِّعُهُ مُوَدِّعٌ إِلَّا شَيَّعُوهُ وَ لَا يَمْرَضُ إِلَّا عَادُوهُ وَ لَا يَمُوتُ إِلَّا صَلَّوْا عَلَى جِنَازَتِهِ وَ اسْتَغْفَرُوا لَهُ بَعْدَ مَوْتِهِ.

ابان بن تغلب کہتے ہیں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا چار ہزار فرشتے امام حسینؑ کی قبر پر غبار آلود حالت میں موجود ہیں جو امامؑ پر قیامت تک روتے رہیں گے انکے سردار کا نام منصور ہے جو بھی زائر زیارت کو آتا ہے اسکا استقبال کرتے ہیں جب وہ الوداع کہتا ہے تو اسکو رخصت کرتے ہیں اور بیمار ہو جائے تو اسکو شفاء یاب کرتے ہیں اور مر جائے تو اسکی نماز جنازہ پڑھتے ہیں اور سکی موت کے بعد اسکے لیے استغفار کرتے ہیں

فروع الکافی ص۵۸۱

تکمیل ایمان مع زیارت امام حسینؑ

زیارت امام حسین شیعان اہل بیت کے ایمان کی تکمیل کرتی ہے

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ قَالَ قَالَ مَنْ لَمْ يَأْتِ قَبْرَ الْحُسَيْنِ مِنْ شِيعَتِنَا كَانَ مُنْتَقَصَ الْإِيمَانِ مُنْتَقَصَ الدِّينِ وَ إِنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ كَانَ دُونَ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ

محمد ابن مسلم نے امام باقرؑ سے نقل کیا کے کہ ہمارے شیعوں میں سے جو قبر حسین علیہ السلام پر نہ آئے تو وہ ناقص ایمان اور ناقص دین ہوگا اگر وہ جنت میں داخل ہوا تو وہ جنت میں مؤمنین سے کم درجہ پر ہوگا۔کامل الزیارات ص۱۹۳

زیارت امام حسینؑ پر خرچ کرنا

یہ ایک ایسی روایت ہے جس کے ذریعے نہ صرف زیارت بلکہ مطلّقا حضرت امام حسینؑ کی راہ میں خرچ کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے

عَنِ ابْنِ سِنَانٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللَّهِ إِنَّ أَبَاكَ كَانَ يَقُولُ فِي الْحَجِّ يُحْسَبُ لَهُ بِكُلِّ دِرْهَمٍ أَنْفَقَهُ أَلْفٌ فَمَا لِمَنْ يُنْفِقُ فِي الْمَسِيرِ إِلَى أَبِيكَ الْحُسَيْنِ قَالَ يَا ابْنَ سِنَانٍ يُحْسَبُ لَهُ بِالدِّرْهَمِ أَلْفٌ وَ أَلْفٌ حَتَّى عَدَّ عَشَرَةً وَ يُرْفَعُ لَهُ مِنَ الدَّرَجَاتِ مِثْلُهَا وَ رِضَا اللَّهِ خَيْرٌ لَهُ وَ دُعَاءُ مُحَمَّدٍ وَ دُعَاءُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْأَئِمَّةِ ع خَيْرٌ لَهُ

ابی سنان کہتاہے کہ میں نے جعفر صادقؑ سے کہا آپکے والد فرماتے تھے حج میں خرچ کئے گئے ایک درہم کے بدلے میں ہزار درہم شمار ہوتے ہیں اور جو آپ کو والد امام حسینؑ کی راہ میں خرچ کرےاس کا کیا حکم ہے ؟

امامؑ نے فرمایا اے ابن سنان اسکے لیے ایک درہم کے بدلے میں ہزار، ہزار یہاں تک کے دس مرتبہ شمار کیا اور اتنے ہی درجات بلند ہونگے خدا کی رضا اسکے لیے بہتر ہے حضرت محمد ﷺ ، حضرت امیر المؤمنینؑ اور آئمہ علیہم السلام کی دعا اس کے لیے بہتر ہے۔وسائل الشیعۃ ص۴۸۱

پیدل چل کر امام حسینؑ کی زیارت کا ثواب

فقط زیارت کی غرض سے سفر کے فضائل اپنی جگہ لیکن اگر کو پیدل چل کر کوئی کربلاء کی زیارت کرے تو اسکے فضائل واہمیت کو امام صادقؑ نے یوں اُجاگر کیا ہےچنانچہ آپؑ کا ارشاد ہے

عنْ عَلِيِّ بْنِ مَيْمُونٍ الصَّائِغِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ يَا عَلِيُّ زُرِ الْحُسَيْنَ وَ لَا تَدَعْهُ قُلْتُ مَا لِمَنْ أَتَاهُ مِنَ الثَّوَابِ قَالَ مَنْ أَتَاهُ مَاشِياً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ بِكُلِّ خُطْوَةٍ حَسَنَةً وَ مَحَى عَنْهُ سَيِّئَةً وَ رَفَعَ لَهُ دَرَجَةً فَإِذَا أَتَاهُ وَكَّلَ اللَّهُ بِهِ مَلَكَيْنِ يَكْتُبَانِ مَا خَرَجَ مِنْ فِيهِ مِنْ خَيْرٍ وَ لَا يَكْتُبَانِ مَا يَخْرُجُ مِنْ فِيهِ مِنْ شَرٍّ وَ لَا غَيْرَ ذَلِكَ فَإِذَا انْصَرَفَ وَدَّعُوهُ وَ قَالُوا يَا وَلِيَّ اللَّهِ مَغْفُوراً لَكَ أَنْتَ مِنْ حِزْبِ اللَّهِ وَ حِزْبِ رَسُولِهِ وَ حِزْبِ أَهْلِ بَيْتِ رَسُولِهِ وَ اللَّهِ لَا تَرَى النَّارَ بِعَيْنِكَ أَبَداً وَ لَا تَرَاكَ وَ لَا تَطْعَمُكَ أَبَداً

علی ابن میمون نےصائغ سے اور اس نے امام جعفرصادقؑ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں اے علی ؛ امام حسینؑ کی زیارت کبھی ترک مت کرو میں نے پوچھا جو اسکی زیارت پر آئے تو اسکا کیا ثواب ہے ؟

امامؑ نے فرمایا جو بھی پیدل چل کر زیارت کو آئے تو اسکے ہر قدم پر اللہ تعالی ایک نیکی لکھے گا اور ایک برائی ختم کرے گا اور ایک درجہ بلند کرے گا جب وہ پہنچ جائے گا توخداوند عالم دو فرشتے مقرر کرے گا جو وہ نیکی انجام دے گا اسکو لکھیں گے اگر اس سے اگرکوئی لغزش ہو جائے تو وہ اسے نہیں لکھیں گے اور جب وہ واپس جائے گا تو اس کے لیے دعا کریں گے اور کہیں گے اللہ کے ولی آپکے تمام گناہ معاف کردیے گئے ہیں تو اللہ کے گروہ میں سے ہے اور اسکے رسول ،اہل بیت رسول کے گروہ میں سے ہے تو کبھی جہنم کی آگ نہیں دیکھے گا اور نہ جہنم تجھے دیکھے گی اور نہ کبھی تجھے نار جہنم چھو سکے گی

کامل الزیارات ۱۳۳

زیارت امام حسینؑ ایک عطا پروردگار

دنیامیں ایسے بھی افراد ہیں جن کے پاس دنیا کی ہر چیز مہیا ہونے کے باوجود وہ زیارت کو نہیں آپاتےلیکن اسکے مقابلے میں کچھ غریب لوگ ہیں جنکو یہ شرف حاصل ہو جاتا ہےاسکی وجہ یہ روایت ہے

عن فُضَيْلِ بْنِ عُثْمَانَ عَمَّنْ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ الْخَيْرَ قَذَفَ فِي قَلْبِهِ حُبَّ الْحُسَيْنِ وَ حُبَّ زِيَارَتِهِ وَ مَنْ أَرَادَ اللَّهُ بِهِ السُّوءَ قَذَفَ فِي قَلْبِهِ بُغْضَ الْحُسَيْنِ وَ بُغْضَ زِيَارَتِهِ.

فضیل ابن عثمان نے اس سے نقل کیا جس سے امام جعفر صادق سے نقل کیا فرماتے ہیں خدا جس سے بھلائی کا ارادہ کرے تو اس کے دل میں اما م حسینؑ اور اسکی زیارت کی محبت ڈال دیتا ہے اور جس سے برائی کا ارادہ کرے تو اسکے دل میں امام حسینؑ کی اور اسکی زیارت کی نفرت ڈال دیتا ہے

وسائل الشیعۃ ص۴۹۶

موت کاخوف اور زیارت امام حسینؑ

کچھ افراو امن و امان کی صورت حال ناسازگار ہونے کا بہانہ بناکر زیارت امام حسینؑ کو کو ترک کر دیتے ہیں ایسے افرادہر دور میں موجود ہوتے ہیں ایسے اہی یک صحابی عبداللہ ابن بکیر تھے جنکو امام صادقؑ نے بہترین جواب دیا ہےچنانچہ حدیث میں وارد ہواہے

عَنِ ابْنِ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ قَلْبِي يُنَازِعُنِي إِلَى زِيَارَةِ قَبْرِ أَبِيكَ وَ إِذَا خَرَجْتُ فَقَلْبِي وَجِلٌ مُشْفِقٌ حَتَّى أَرْجِعَ خَوْفاً مِنَ السُّلْطَانِ وَ السُّعَاةِ وَ أَصْحَابِ الْمَصَالِحِ فَقَالَ يَا ابْنَ بُكَيْرٍ أَ مَا تُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ اللَّهُ فِينَا خَائِفاً أَ مَا تَعْلَمُ أَنَّهُ مَنْ خَافَ لِخَوْفِنَا أَظَلَّهُ اللَّهُ فِي ظِلِّ عَرْشِهِ وَ كَانَ يُحَدِّثُهُ الْحُسَيْنُ ع تَحْتَ الْعَرْشِ وَ آمَنَهُ اللَّهُ مِنْ أَفْزَاعِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ يَفْزَعُ النَّاسُ وَ لَا يَفْزَعُ فَإِنْ فَزِعَ وَقَّرَتْهُ الْمَلَائِكَةُ وَ سَكَّنَتْ قَلْبَهُ بِالْبِشَارَةِ.

ابن بکیر نے نے امام جعفرصادقؑ سے نقل کیا ہے کہ بیشک میرے دل میں آپکے والد کی زیارت کا م شوق ہوتا ہے اور جب میں زیارت کے قصد سے گھر سے نکلتا ہوں تو میرے دل میں

گھبراہٹ و بے چینی پیدا ہوجاتی ہے یہاں تک کہ سلطان اور چغل خور اور مصلحت پسندوں کو خوف سے واپس پلٹ آتا ہوں تو امامؑ نے فرمایا اے ابن بکیر کیا تو نہیں چاہتا کہ اللہ تمھیں ہمارے بارے میں حالت خوف میں دیکھے ،کیا تو نہیں جانتا کہ جو ہمارے لیے جو اپنے آپکو خوف میں ڈالے تو اللہ تعالی اسے اپنے عرش کے سائے میں لے لیتا ہے اور امام حسینؑ تحت عرش اس سے محو گفتگو ہوتے ہیں اور اللہ تعالی اسے یوم قیامت کی گھبراہٹ سے امان دے گا ،لوگ ڈر رہے ہونگے اور وہ امان میں ہو گا ،اسکی گھبراہٹ کو فرشتے تسکین میں بدل دیں گے اسکا دل خوشخبری کی وجہ سے سکون میں آ جائے گا۔وسائل الشیعۃ ص۴۵۷

زیارت امام حسینؑ کے دنیاوی اور اُخروی فوائد

زیارت امام حسینؑ کے بہت زیادہ دنیاوی اُخروی فائدے ہیں جن میں سے چند کو روایات کے ذریعہ ذکر کرتے ہیں

مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍقَالَ مُرُوا شِيعَتَنَا بِزِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ فَإِنَّ إِتْيَانَهُ يَزِيدُ فِي الرِّزْقِ وَ يَمُدُّ فِي الْعُمُرِ وَ يَدْفَعُ مَدَافِعَ السَّوْءِ وَ إِتْيَانَهُ مُفْتَرَضٌ عَلَى كُلِّ مُؤْمِنٍ يُقِرُّ لَهُ بِالْإِمَامَةِ مِنَ اللَّهِ.

محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے ۔ فرماتے ہیں اے ہمارے شیعوامام حسینؑ کی زیارت کیا کرو بیشک انکی زیارت رزق میں اضافہ کرتی ہے عمر دراز ہوتی ہے برائیاں دور ہوتی ہیں اسکو انجام دینا ہر اس مؤمن پر فرض ہے جو اپکی خدا کیطرف سے امامت کا اقرار کرتا ہے۔وسائل الشیعۃ ص۴۱۳

عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَيْمُونٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا لِمَنْ زَارَ قَبْرَ الْحُسَيْنِ عَارِفاً بِحَقِّهِ غَيْرَ مُسْتَكْبِرٍ وَ لَا مُسْتَنْكِفٍ قَالَ يُكْتَبُ لَهُ أَلْفُ حَجَّةٍ مَقْبُولَةٍ وَ أَلْفُ عُمْرَةٍ مَقْبُولَةٍ وَ إِنْ كَانَ شَقِيّاً كُتِبَ سَعِيداًوَ لَمْ يَزَلْ يَخُوضُ فِي رَحْمَةِ اللَّهِ.

عبداللہ ابن میمون نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے فرماتے ہیں میں نے آپؑ سے پوچھا جو بندہ امام حسین کی قبر کی زیارت کرے آپکے حق کو جانتے ہوئے تکبر اور بڑائی کے بغیر تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا اسکے لیے ہزار مقبول حج اور ہزار مقبول عمرے کا ثواب لکھا جائے گا اگر وہ بد بخت ہوا تو اسکو سعادت مند بنا دیا جائے گا اور ہمیشہ خدا کی رحمت اسکو شامل حال رہے گی ۔وسائل الشیعۃ ص۴۵۴

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍقَالَ لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي زِيَارَةِ قَبْرِ الْحُسَيْنِ مِنَ الْفَضْلِ لَمَاتُوا شَوْقاً وَ تَقَطَّعَتْ أَنْفُسُهُمْ عَلَيْهِ حَسَرَاتٍ قُلْتُ وَ مَا فِيهِ قَالَ مَنْ أَتَاهُ تَشَوُّقاً كَتَبَ اللَّهُ لَهُ أَلْفَ حَجَّةٍ مُتَقَبَّلَةٍ وَ أَلْفَ عُمْرَةٍ مَبْرُورَةٍ وَ أَجْرَ أَلْفِ شَهِيدٍ مِنْ شُهَدَاءِ بَدْرٍ وَ أَجْرَ أَلْفِ صَائِمٍ وَ ثَوَابَ أَلْفِ صَدَقَةٍ مَقْبُولَةٍ وَ ثَوَابَ أَلْفِ نَسَمَةٍ أُرِيدَ بِهَا وَجْهُ اللَّهِ وَ لَمْ يَزَلْ مَحْفُوظاً سَنَتَهُ مِنْ كُلِّ آفَةٍ أَهْوَنُهَا الشَّيْطَانُ وَ وُكِّلَ بِهِ مَلَكٌ كَرِيمٌ يَحْفَظُهُ مِنْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهِ وَ عَنْ يَمِينِهِ وَ عَنْ شِمَالِهِ وَ مِنْ فَوْقِ رَأْسِهِ وَ مِنْ تَحْتِ قَدَمِهِ فَإِنْ مَاتَ سَنَتَهُ حَضَرَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ يَحْضُرُونَ غُسْلَهُ وَ أَكْفَانَهُوَ الِاسْتِغْفَارَ لَهُ وَ يُشَيِّعُونَهُ إِلَى قَبْرِهِ بِالاسْتِغْفَارِ لَهُ وَ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ وَ يُؤْمِنُهُ اللَّهُ مِنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ وَ مِنْ مُنْكَرٍ وَ نَكِيرٍ أَنْ يُرَوِّعَاهُ وَ يُفْتَحُ لَهُ بَابٌ إِلَى الْجَنَّةِ وَ يُعْطَى كِتَابُهُ بِيَمِينِهِ وَ يُعْطَى لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ نُوراً يُضِيءُ لِنُورِهِ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَ يُنَادِي مُنَادٍ هَذَا مِنْ زُوَّارِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ شَوْقاً إِلَيْهِ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا تَمَنَّى يَوْمَئِذٍ أَنَّهُ كَانَ مِنْ زُوَّارِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ

محمد ابن مسلم نے حضرت امام باقرؑ سے نقل کیا ہے کہ اگر لوگوں کو زیارت قبر امام حسینؑ کی فضیلت معلوم ہو جائے تو اس شوق میں مر جائیں اور افسوس سے اپنے آپ کے ٹکڑے ٹکڑے کردیں میں نے پوچھا کہ اسمیں کیا ایسی بات ہے ؟

آپؑ نے فرمایا جو آپؑ کے شوق میں زیارت کو آئے اللہ اسکو ہزار مقبول حج ،ہزار مبرور عمرے ،ہزار شھداء بدر کا ثواب،ہزار روزے دار،ہزار مقبول صدقے اور ہزار خدا کی راہ میں آزاد کیے گئے غلام کا ثواب عطا کرے گا اور پورا سال ہر آفت سے محفوظ رہے گا جس میں کم تر آفت شیطان ہے ایک کریم فرشتہ کو اللہ تعالی اس پر مأمور کرے گا جو اسکی سامنے ،پیچھے ،دائیں، بائیں،سر کے اوپر اور پاؤں سے نیچے سے آنے والی ہر مصیبت سے محفوظ رکھے گا اگر اسی سال مر گیا تو رحمت کے فرشتے اس کے غسل وکفن میں حاضر ہونگے اور اسکی مغفرت طلب کریں گے اور اسی مغفرت کے ساتھ اسکو قبر

میں رخصت کریں گے اسکی قبر کو حد نظر تک کشادہ کر دیں گے اور اللہ تعالی اسکو عذاب قبر اور منکر نکیر کے ڈر سے محفوظ رکھے گا اور اسکے لیے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور اسکے دائیں ہاتھ میں نامہ اعمال دیا جائے گا اور اسکو روز قیامت ایسا نور دیا جائے گا جس سے مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز روشن ہو جائے گی اور ایک منادی ندا دے گا کہ یہ امام حسینؑ ابن علیؑ کے زائرین میں سے ہے جس نے شوق سے زیارت کی ہے اسکے بعد ہر آدمی روز قیامت تمنا کرے گا کہ کاش وہ بھی امام حسینؑ کے زائرین میں سے ہوتا۔ مستدرک الوسائل ص۳۰۹

ترک زیارت امام حسینؑ

عَنْ هَارُونَ بْنِ خَارِجَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَأَلْتُهُ عَمَّنْ تَرَكَ الزِّيَارَةَ زِيَارَةَ قَبْرِ الْحُسَيْنِ مِنْ غَيْرِعِلَّةٍ فَقَالَ هَذَارَجُلٌ مِنْ أَهْلِ النَّارِ

ہارون ابن خارجہ نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہتے ہیں میں نے اس بندے کو بارے میں پوچھا جو امام حسینؑ کی زیارت کو بغیر سبب کے چھوڑ دیتا ہے تو آپؑ نے فرمایا یہ شخص جہنمی ہے۔ وسائل الشیعۃ ص۴۳۲

علم کی فضیلت

لسماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي دام ظله الوارف

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم ، الحمد للہ رب العالمین و صلی اللہ علیٰ محمد وآلہ المیامین . قال اللہ سبحانہ: ”ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمة“.
(سورة الجمعة آیت٢)

یعنی: اس نے مکہ والوں میں ایک رسول بھیجا کہ جو انھیں میں سے تھا تاکہ وہ ان کے سامنے قرآن کی آیات کی تلاوت کرے، ان کے نفوس کو پاکیزہ بنائے اور انھیں کتاب و حکمت کی تعلیم دے۔

رسول خداحضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من طلب علما فادرکہ کتب اللہ لہ کفلین من الاجر ومن طلب علما فلم یدرکہ کتب اللہ لہ کفلا من الاجر. (بحار الانوار جلد١ ص ١٨٣ طبع دوم مؤسسہ الوفاء بیروت)

یعنی: جو شخص علم کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور اسے پالیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے دوگنا اجر عطا فرماتا ہے اور جو علم کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور اسے نہیں پاتا تو اللہ تعالیٰ اسے ایک دگنا اجر عطا فرماتا ہے۔

ایک اور جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

من احب ان ینظر الی عتقاء اللہ من النار فلینظر الی المتعلمین،والذی نفسی بیدہ مامن متعلم یختلف الی باب العالم الا کتب اللہ لہ بکل قدم عبادة سنة .

وبنی اللہ لہ بکل قدم مدینۃ فی الجنتہ و یمشی علی الارض و ھی تستغفر لہ و یمسی و یصبح مغفورا لہ، و شھدت الملائکۃ انھم عتقاء اللہ من النار". (بحار الانوار جلداص ۱۸۴)

یعنی: جو شخص اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد و محفوظ قرار دیئے ہوئے افراد کو دیکھنا چاہتا ہے پس اسے چاہیے کہ طالب علموں کو دیکھے، پس اس کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جو طالب بھی عالم کے دروازے پر آتا جاتا ہے خدا اس کے ہر قدم کے بدلے اس کے لئے (اس کے نامہ اعمال میں) ایک سال کی عبادت لکھتا ہے، اور اس کے ہر قدم کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت میں شہر تعمیر کرتا ہے، وہ زمین پر چلتا ہے جبکہ زمین اس کے لئے استغفار کرتی ہے، وہ شام کرتا ہے (یعنی وہ شام کو سوتا ہے) اور صبح کو مغفور اٹھتا ہے (یعنی اس کے تمام گناہ معاف ہوتے ہیں) اور ملائکہ گواہی دیتے ہیں کہ یہی لوگ خدا کی طرف سے جہنم سے آزاد اور محفوظ قرار دیئے گئے ہیں۔

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

طلب العلم فریضة علی کل مسلم فاطلبوا العلم من مظانه واقتبسوه من اهله، فان تعلمه للّٰه حسنة، و طلبه عبادة، والمذاکرة به تسبیح، والعمل به جهاد، و تعلیمه من لا یعلم صدقة و بذله لاهله قربة الی اللّٰه تعالیٰ لانه معالم الحلال و الحرام ، ومنار سبیل الجنة ، و المونس فی الوحشة ، والصاحب فی الغربة و الوحدة، والمحدث فی الخلوة، والدلیل علی السراء والضراء، والسلاح علی الاعداء، والزین عند الاخلاء یرفع اللّٰه به اقواما فیجعلهم فی الخیر قادة، تقتبس آثارهم و یقتدی بفعالهم، وینتهی الی آراءهم، ترغب الملائکة فی خلتهم وبأجنحتها تمسحهم،وفی صلواتها تبارک علیهم، یستغفر لهم کل رطب و یابس حتی حیتان البحر و هوامه و سباع البر وانعامه ، ان العلم حیاة القلوب من الجهل، و ضیاء الابصار من الظلمة ، وقوة الابدان من الضعف، یبلغ بالعبد منازل الاخیار و مجالس الابرار والدرجات العلی فی الآخرة والاولی، الذکر فیه یعدل بالصیام ، و مدارسته بالقیام ، به یطاع الرب و یعبد، وبه توصل الارحام ویعرف الحلال والحرام ، والعلم امام والعمل تا بعه، یلهمه السعداء و یحرمه الاشقیاء فطوبی لمن لم یحرمه اللّٰه من حظه".

(امالی مولف شیخ طوسی(رح) ص۴۸۷، بحار الانوار جلد ۱ ص۱۷۱، طبع دوم مؤسسة الوفاء بیروت)

یعنی: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے پس علم کو اس کے مراکز سے حاصل کرو، اور اہل علم سے اسے اخذ کرو، خدا (کی رضا) کے لئے علم کا سیکھنا نیکی ہے، اور اس کا حاصل کرنا عبادت ہے، اور اس کا دہرانا تسبیح ہے، اس پر عمل کرنا جہاد ہے، جو اسے نہیں جانتا اسے سکھانا صدقہ ہے، اس کے اہل کو اس (علم) کا عطا کرنا خدا کی رضا ہے کیونکہ یہی (علم) حلال اور حرام کی علامت و نشانی ہے، جنت کے راستے کا رہنما ہے، وحشت میں انیس ہے، تنہائی اور سفر میں دوست ہے، گوشہ نشینی میں باتیں کرنے والا ہے، آسودگی اور تنگی و سختی میں ہادی ہے، دشمنوں کے (مقابلے کے) لئے اسلحہ ہے، قریبی دوستوں کے نزدیک زینت ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے قوموں کو بلند کرتا (اور ترقی دیتا) ہے پس (خدا) ان (اقوام) کو نیکی میں رہنما قرار دیتا ہے، ان (اقوام) کے آثار کو اخذ کیا جاتا ہے، ان کے افعال کی پیروی کی جاتی ہے، ان کی آراء کو حتمی سمجھا جاتا ہے، ملائکہ ان سے دوستی کو پسند کرتے ہیں، اپنے پروں کو ان سے مس کرتے ہیں، اپنے درود میں ان کے لئے برکت کی دعا کرتے ہیں، ہر خشک و تر ان کے لئے استغفار کرتا ہے، یہاں تک کہ سمندر کی مچھلیاں اور حیوانات، خشکی کے درندے اور جانور (بھی ان کے لئے استغفار کرتے ہیں)، بیشک علم دلوں کو جہالت (کی موت) سے زندگی بخشتا ہے، (علم ہی) اندھیروں میں آنکھوں کی روشنی ہے، کمزوری میں بدن کی طاقت ہے، (علم ہی) انسان کو منتخب کردہ منزلت اور نیک لوگوں کی محفل و مجالس اور دنیا وآخرت میں بلند درجات تک پہنچاتا ہے، علمی گفتگو روزے کے برابر ہے، اس کی تدریس قیام کے برابر ہے، اسی کے ذریعے خدا کی اطاعت اور بندگی ہوتی ہے، اسی کے ذریعے صلہ رحمی ہوتی ہے، اسی کے ذریعے حلال اور حرام کو جانا جاتا ہے، علم قائد و امام ہے اور عمل اس کا پیروکار ہے، (علم) سعادت مندوں کو عطا ہوتا ہے اور سنگ دل و شقی اس سے محروم رہتے ہیں، پس طوبیٰ و خوشخبری ہے اس کے لئے کہ جس کے مقدر کو اللہ تعالیٰ علم سے محروم نہ کرے۔

امام علی بن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

العلم افضل من المال بسبعة:
الاول: انه ميراث الانبياء، والمال ميراث الفراعنة.
الثانی: العلم لا ینقص بالنفقة، والمال ینقص بها.
الثالث: یحتاج المال الی الحافظ، والعلم یحفظ صاحبه.
الرابع: العلم یدخل فی الکفن و یبقی المال.
الخامس: المال یحصل للمؤمن والکافر والعلم لا یحصل الا للمؤمن.
السادس: جمیع الناس یحتاجون الی العالم فی امر دینهم ولا یحتاجون الی صاحب المال.
السابع: العلم یقوی الرجل علی المرور علی الصراط والمال یمنعه.
(بحار الانوار جلدا ص۱۸۵ طبع دوئم، مؤسسۃ الوفا بیروت)

یعنی: علم سات وجہ سے مال سے افضل ہے:
ا۔ بیشک علم انبیاء علیہم السلام کی میراث ہے جبکہ مال فرعونوں کی میراث ہے۔
۲۔ علم خرچ کرنے سے کم نہیں ہوتا جبکہ مال خرچ کرنے سے کم ہوجاتا ہے۔
۳۔ مال کے لئے محافظ کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ علم صاحب علم کی حفاظت کرتا ہے۔
۴۔ علم کفن میں داخل ہو جائے گا جبکہ مال (دنیا میں ہی) باقی رہ جائے گا۔
۵۔ مال کافر اور مؤمن دونوں کو حاصل ہوتا ہے جبکہ علم فقط مؤمن کو ہی ملتا ہے۔
۶۔ تمام لوگ اپنے دینی امور میں عالم کے محتاج ہوتے ہیں صاحب مال کے نہیں۔
۷۔ علم انسان کو پل صراط پر چلنے کے لئے قوت بخشتا ہے جبکہ مال چلنے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں:
لو یعلم الناس ما فی طلب العلم لطلبوه ولو بسفک المهج و خوض اللجج، ان الله تعالیٰ أوحی الی دانیال ان أمقت عبیدی الیّ الجاهل المستخف بحق اهل العلم التارک للاقتداء بهم، وان أحب عبیدی الیّ التقی الطالب للثواب الجزیل اللازم للعلماء التابع للحلماء القابل عن الحکماء
(الکافی جلدا، ص۳۵ طبع سوئم دار الکتب الاسلامیۃ طہران۔ بحار الانوار جلدا، ص۱۸۵)

یعنی: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ علم کے حصول کا کتنا اجر و ثواب ہے تو وہ اسے دلوں کو چیر کر اور سمندری موجوں میں غوطہ لگا کر بھی حاصل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت دانیال پر وحی نازل کی کہ میرے نزدیک سب سے برا بندہ وہ جاہل ہے کہ جو اہل علم کو ادنیٰ و کم قدر سمجھے اور اہل علم کی پیروی نہ کرے، اور بیشک میرے نزدیک سب سے محبوب ترین بندے وہ ہیں جو متقی، ثواب جزیل کے طالب، علماء کے ساتھ وابستہ، حلیم لوگوں کے تابع اور دانا لوگوں کی بات کو قبول کرتے ہیں۔

میرے بیٹے! یہ بات یاد رکھیں کہ اسٹوڈنٹ (Student) کے لئے چند معین صفات کا حامل ہونا ضروری ہے اگر اس میں یہ صفات نہ ہوں تو وہ اسم بدون مسمّیٰ کہلاتا ہے اور اس کی مثال کسی قیمتی چیز کے ایسے کارٹن یا ڈبے کی ہوتی ہے کہ جس میں وہ قیمتی چیز نہ ہو بلکہ فقط اس چیز کے لیبل پر مبنی خالی ڈبہ ہو۔ ہمارے علماءِ ابرار نے Student کی ذمہ داریوں اور ان کی صفات کے بارے میں اور اسی طرح Teachers کی ذمہ داریوں اور ان کی صفات کے بارے میں بہت سی کتابیں تحریر کی ہیں، اس سلسلہ میں سب سے اچھی اور عمدہ جو کتاب لکھی گئی وہ منیۃ المرید فی آداب المفید والمستفید ہے کہ جس کو شہید شیخ زین الدین بن علی العاملی نے تحریر کیا۔ شیخ زین الدین بن علی ہمارے علماء، علمی حلقوں اور شیعہ افراد میں "شہید ثانی" کے نام سے معروف ہیں۔ میں اپنے بچوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس عظیم کتاب کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ اس سے استفادہ کر سکیں۔
میرے بچو اور جگر گوشو! یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ کسی بھی اسٹوڈنٹ کے لئے حقیقی و اصلی اسٹوڈنٹ بننے کے لئے پہلا قدم اور پہلا عمل یہ ہے کہ وہ حصول علم کے لئے اپنی نیت اور مقصد کو صاف و خالص کرے اور تعلیمی راستے پر چلنے کے لئے ایسا کرنا اس لئے ضروری ہے کیونکہ علم ہی سب سے افضل اور سب سے عظیم ترین چیز ہے، علم ہی سے ایک انسان دوسرے انسان سے اشرف کہلاتا ہے، علم ہی کے ذریعے ہمارے مورثِ اعلیٰ حضرت آدمؑ ملائکہ سے افضل قرار پائے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ تعلیمی میدان میں اترنے والے شخص کی نیت و مقصد مال کا حصول، یا فقط کوئی ایسی ڈگری لینا نہ ہو کہ جس کے ذریعے فقط وہ کوئی خاص نوکری حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اگر آپ کی نیت لوگوں کی خدمت کرنا اور انہیں فائدہ پہچانا وغیرہ نہ ہو بلکہ فقط حصول مال اور نوکری ہو تو ایسی نیت و قصد تعلیم کے حاصل کرنے کے بارے میں کسی عقلمند کے لئے مناسب نہیں ہے کیونکہ اس طرح سے آپ نے سب سے اشرف و افضل چیز کو سب سے ادنیٰ چیز کے حصول کے لئے تمہید اور وسیلہ قرار دیا ہے، بیشک علم ہر چیز سے اشرف و افضل ہے اور مادہ اور دنیا سب سے ادنیٰ چیز ہے۔
علم کی اشرفیت و افضلیت کے بارے میں قرآنی آیات اور روایات میں بہت تاکید کی گئی ہے قرآن مجید میں بہت سی آیات میں علم کی اشرفیت کو بیان کیا گیا ہے ارشادِ قدرت ہے:
یرفع الله الذین آمنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات (المجادلة آیت ۱۱)
یعنی: خدا صاحبان ایمان اور جن کو علم دیا گیا ہے ان کے درجات کو بلند فرمائے گا۔
ایک دوسرے مقام پر ارشادِ باری ہوتا ہے:
"هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون انما یتذکر اولوالالباب"
(الزمر آیت۹)

یعنی: کہہ دو! کیا جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہو سکتے ہیں؟
اس بات سے نصیحت صرف صاحبان عقل حاصل کرتے ہیں۔
اس کے علاوہ اس بارے میں بہت سی آیات موجود ہیں اور اسی طرح اس سلسلہ میں وارد ہونے والی احادیث بھی بہت زیادہ ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں:
"طلب العلم فریضة علی کل مسلم-----الی آخره".
(الکافی جلدا، ص۳۰ طبع سوئم دار الکتب الاسلامیۃ طہران)

یعنی: علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔۔۔۔ تا آخر
پس اس عظیم عمل یعنی تحصیل علم کی دنیا کے حصول کیلئے ذریعہ اور وسیلہ بنا کر توہین کرنا جائز نہیں ہے بلکہ واجب ہے کہ علم کو توہین اور بے حرمتی سے بچایا جائے اور اس کی عزت و عظمت کا لحاظ رکھا جائے اور علم کو معرفت کے حصول اور اسے ان حقوق کی ادائیگی کے لئے حاصل کیا جائے جن کی طرف ہم اشارہ کرچکے ہیں۔

اسی طرح طالب علم کے لئے ضروری ہے کہ وہ تعلیم کے مقام و مرتبہ کو ہمیشہ مدنظر رکھے اور اپنی تعلیم کو دنیا کی ہر چیز سے اہم قرار دے پس اس کی نظر میں ہر چیز تعلیم سے کم مرتبہ اور ادنیٰ ہونی چاہیے لہٰذا Student میں ایسی صلاحیت اور استعداد کا ہونا ضروری ہے کہ جس کی بدولت وہ دنیا کی ہر چیز کو تعلیم کی خاطر قربان کردے اور جس میں ایسی صلاحیت اور استعداد نہیں ہے اس کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ اپنے آپ کو طالب علم(Student) کہے۔
یہ بات واضح رہے کہ فلاسفہ (Philosophers) اور مجتہدین طالب علموں کو اپنا تمام وقت تعلیم کے حصول کے لئے صرف کرنے کا حکم دیتے ہیں اور ان کو تعلیم کے علاوہ کسی بھی کام میں وقت ضائع کرنے سے منع کرتے ہیں، پس اس بنا پر اجتماعی اور معاشرتی امور میں سے ہر وہ کام جو تعلیم کے حصول میں مانع ہو یا تعلیم کے حصول میں سستی کا سبب ہو یا تعلیمی میدان میں کمزوری کا باعث بنے اسٹوڈنٹ کے لئے اس کام کا سرانجام دینا یا اس میں حصہ لینا جائز نہیں ہے بلکہ وہ علماء اور فلاسفہ کی نظر میں اس سے معذور ہے اور یہ بات کسی بھی اسٹوڈنٹ کو دھوکہ میں مبتلا نہ کرے کہ "ابھی تو بہت وقت پڑا ہے، ابھی تو جوانی کی ابتداء ہے ساری عمر پڑھنے کے لئے پڑی ہے وغیرہ" اسٹوڈنٹس اس قسم کی باتوں اور خیالات سے دھوکہ کھا کر Study میں سستی کرتے ہیں اور اپنی سستی کا بہانہ اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ آنے والے وقت میں اس کا تدارک اور تلافی کر لیں گے حالانکہ یہ ایک شیطانی دھوکہ اور شیطانی چال ہے کہ جس

کے ذریعے ابلیس لعین اسٹوڈنٹس کو عظیم مقاصد اور منزلوں سے دور کرتا ہے۔ ضروری ہے کہ طالب علم اس بات کی طرف متوجہ رہے کہ اس کی زندگی اور وقت سے گزرنے والا ہر وہ منٹ کہ جس میں اس نے کوئی علمی ثمرہ حاصل نہیں کیا، جس میں اس نے کسی قسم کی تعلیمی سرگرمی سرانجام نہیں دی اور جس میں اس نے تعلیم کو نظر انداز کیا ہے وہ منٹ قیامت تک کبھی واپس نہیں آئے گا۔

مختلف اور متعددSubjects کو ایک مخصوص عرصہ تک پڑھنے کے بعد جب کوئی Student ایسے مرحلے پہ پہنچتا ہے کہ جب اسے چند مخصوص یا کوئی ایک Subject اختیار کرنا ہوتا ہے تو اس مرحلہ میں Student کے لئے ضروری ہے کہ وہ ایسے Subject کو اپنی آئندہ تعلیمی زندگی کے لئے اختیار کرے کہ جو سب سے افضل اور بہتر ہو اور اپنے اندر ایسی صلاحیت اور قدرت کا پیدا کرنا بھی ضروری ہے کہ جس کے ذریعے وہ اپنے Subjects میں بلند مراتب اور درجہ کمال تک پہنچنے میں حائل تمام رکاوٹوں اور موانع کو عبور کرسکے۔ اس سلسلہ میں اسے چاہیے کہ وہ اپنی ذھنی، جسمانی اور فکری طاقت اور اپنے اختیار کردہ Subjects میں اعلیٰ تعلیم اور اس کے لئے درکار وقت کو مد نظر رکھے اور اس کے مطابق زیادہ سے زیادہ محنت کرے۔

اسی طرح اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے Studentکو چاہیے کہ اپنی ہمت و عزم کو بلند رکھے، کبھی بھی مایوسی کا شکار نہ ہو، تعلیمی میدان میں پیش آنے والی مشکلات کے سامنے گھٹنے نہ ٹیکے اور نہ ہی اپنے لئے تعلیم کی کوئی حد قرار دے یعنی کسی معمولی ڈگری پر اکتفا نہ کرے بلکہ مسلسل تعلیمی میدان میں آگے بڑھتا رہے اور اپنے منتخب کردہ Subjects میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجات حاصل کرے اور تعلیمی سفر کو جاری رکھتے ہوئے بلند مراتب حاصل کرے۔

کیا علم دنیا سے افضل نہیں ہے؟ ہر شخص جانتا ہے کہ علم دنیا کی ہر چیز سے اشرف و افضل ہے تو پھر Student کیونکر معمولی تعلیم، چھوٹی موٹی ڈگری اور سادہ مضامین پر اکتفا کرتا ہے جبکہ دنیا اور اس میں موجود چیزوں کے حصول میں لگا ہوا کوئی بھی شخص چاہے وہ تاجر ہو، صنعت کار ہو یا اس کا تعلق دنیا کے کسی اور شعبے سے ہو وہ کبھی بھی دنیا و مافیھا کی معمولی مقدار پر راضی نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ زیادہ سے زیادہ کمانے اور حاصل کرنے کے لئے جدوجھد میں لگا رہتا ہے حالانکہ انبیاءؑ ، آئمہؑ اور فلاسفہ کی نگاہ میں دنیا انتہائی حقیر اور معمولی چیز ہے۔

اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ تجربات اور مشاہدات سے یہ بات ثابت ہے کہ جو Student کسی معمولی علمی مرتبہ یا کسی خاص ڈگری کو فقط اپنا ہدف قرار دیتا ہے اور اس کے حصول کی کوشش پر ہی راضی رہتا ہے وہ اکثر طور پر اس علمی مرتبہ سے کم کو ہی حاصل کر پاتا ہے اور اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا اس بنا پر ضروری ہے کہ Student اپنا ہدف انتہائی بلند بلکہ اپنے Subjects میں سب سے بلند قرار دے اور اس اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے محنت اور لگن کے ساتھ کوشش کرتار ہے اور ہر ممکن طریقہ سے بلند علمی مراتب کو حاصل کرے۔

اس سلسلہ میں جو چیز زیادہ فائدہ مند ہو سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اپنے Class fellows، اپنے تعلیمی ادارے میں پڑھنے والے باقی اسٹوڈنٹس بلکہ پورے ملک اور دنیا میں موجود اسٹوڈنٹس سے برتری حاصل کرنے کو اپنا نصب العین اور Target قرار دے، علمی مقابلوں میں حصہ لے ان میں پہلی پوزیشن حاصل کرنے کی مکمل کوشش کرے، اپنےClass fellows کے درمیان موجود مقابلے میں اپنی برتری ثابت کرے اورامتحانات میں گزشتہ ریکارڈز کو توڑنے اور سب سے زیادہ نمبر حاصل کرنے کے لئے سخت محنت کرے۔ آپ دیکھتے ہیں کہ تمام Professors اور قابل Teachers کے بچے اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں پڑھتے ہیں حالانکہ وہ اپنے بچوں کو گھر ہی میں خود تعلیم دے سکتے ہیں لیکن وہ انھیں تعلیمی اداروں میں بھیج کر ان میں مقابلے کا رجحان پیدا کرتے ہیں اور یہ چیز کسی بھی اسٹوڈنٹس کے لئے تعلیمی میدان میں آگے بڑھنے اور اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے بہت مفید ہے۔

جوان لڑکوں کے نام

واجب ہے اور شریعت کی خلاف ورزی کر کے اس کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔
اس وقت نوجوان اسٹوڈنٹس سب سے زیادہ جس گناہ اور مصیبت کا شکار ہو رہے ہیں وہ نامحرم عورت کی طرف نگاہ کرنا ہے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے پس جو عورت بھی اسلام میں داخل ہوتی حضور ص اس سے وعدہ لیتے کہ وہ نامحرم مردوں کے ساتھ تنہائی میں نہیں جائے گی اگرچہ اس کی نیت صحیح ہی کیوں نہ ہو۔

حضور ص فرماتے ہیں کہ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ص قَالَ: مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَبِتْ فِي مَوْضِعٍ يَسْمَعُ نَفَسَ امْرَأَةٍ لَيْسَتْ لَهُ بِمَحْرَمٍ. وسائل الشيعة / ج۲۰ / ص : ۱۸۵

یعنی جو خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے ایسی جگہ رات نہیں گزارنی چاہئے کہ جہاں نامحرم عورت کے سانس لینے کی آوز سنائی دیتی ہو۔

امام باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے مروی ہے :

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ وَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَا مَا مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَ هُوَ يُصِيبُ حَظّاً مِنَ الزِّنَا فَزِنَا الْعَيْنَيْنِ النَّظَرُ وَ زِنَا الْفَمِ الْقُبْلَةُ وَ زِنَا الْيَدَيْنِ اللَّمْسُ صَدَّقَ الْفَرْجُ ذَلِكَ أَوْ كَذَّبَ. وسائل الشيعة / ج۲۰ / ص : ۱۹۰

یعنی : کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو زنا کا شکار نہ ہوتا ہو، پس آنکھوں کا زنا حرام نظر ہے، منہ کا زنا حرام بوسہ ہے، ہاتھوں کا زنا حرام لمس ہے چاہے شرمگاہ اس کی تصدیق کرے یا تکذیب۔

اما جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُولُ النَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ وَ كَمْ مِنْ نَظْرَةٍ أَوْرَثَتْ حَسْرَةً طَوِيلَةً. وسائل الشيعة / ج۲۰ / ص : ۱۹۰

یعنی نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے، نہ جانے کتنی ہی نظریں طویل حسرتوں و پشیمانیوں کو جنم دیتی ہیں۔

اسی طرح ایک مقام پر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع النَّظْرَةُ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ إِبْلِيسَ مَسْمُومٌ مَنْ تَرَكَهَا لِلَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ لَا لِغَيْرِهِ أَعْقَبَهُ اللَّهُ أَمْناً وَ إِيمَاناً يَجِدُ طَعْمَهُ. وسائل الشيعة / ج۲۰ / ص : ۱۹۰

یعنی : نظر ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے اور جس نے بھی کسی اور وجہ سے نہیں بلکہ فقط خدا کی رضا کی خاطر اس کو ترک کیا خدا اس کو امان اور ایمان عطا کرتا ہے کہ جس کے ذائقہ کو وہ محسوس کرتا ہے۔

رسول خدا ص فرماتے ہیں کہ :

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ص قَالَ :مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ جَارِهِ فَنَظَرَ إِلَى عَوْرَةِ رَجُلٍ أَوْ شَعْرِ امْرَأَةٍ أَوْ شَيْءٍ مِنْ جَسَدِهَا كَانَ حَقّاً عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ النَّارَ مَعَ الْمُنَافِقِينَ الَّذِينَ كَانُوا يَتَّبَّعُونَ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ فِي الدُّنْيَا وَ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا حَتَّى يَفْضَحَهُ اللَّهُ وَ يُبْدِي لِلنَّاسِ عَوْرَتَهُ فِي الْآخِرَةِ وَ مَنْ مَلَأَ عَيْنَيْهِ مِنِ امْرَأَةٍ حَرَاماً حَشَاهُمَا اللَّهُ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَسَامِيرَ مِنْ نَارٍ وَ حَشَاهُمَا نَاراً حَتَّى يَقْضِيَ بَيْنَ النَّاسِ ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ. وسائل الشيعة ؛ ج۲۰ ؛ ص۱۹۵

یعنی: جو شخص اپنے پڑوسی کے گھر میں جھانکے اور مرد کی شرمگاہ یا عورت کے بال یا اس کے جسم کے کسی حصے کو دیکھے تو خدا کو حق حاصل ہے کہ وہ اسے منافقین کے ساتھ جہنم میں ڈال دے کہ جو منافقین دنیا میں عورتوں کی شرمگاہوں کے پیچھے پڑے رہتے تھے اور یہ شخص دنیا سے اس وقت نہیں جائے گا جب تک خدا اسے دنیا میں ذلیل و رسوا نہ کرے اور آخرت میں اس کی شرمگاہ کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دے گا اور جو شخص کسی نامحرم عورت کو نظر بھر کر دیکھے خدا قیامت کے دن اس کی دونوں آنکھوں کو آگ کے کیلوں اور آگ سے بھر دے گا یہاں تک کہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوجائے اور پھر اس کو جہنم میں پھینکنے کا حکم دے دیا جائے گا۔

حضرت امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

قَالَ: وَ مَنْ مَلَأَ عَيْنَيْهِ مِنْ حَرَامٍ مَلَأَ اللَّهُ عَيْنَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ النَّارِ إِلَّا أَنْ يَتُوبَ وَ يَرْجِعَ. وسائل الشیعۃ، ج۲۰، ص: ۱۹۶

یعنی جو شخص کسی ایسی چیز کو نظر بھر کر دیکھے کہ جس کا دیکھنا حرام ہے تو خدا تعالی قیامت کے دن اس کی آنکھوں کو آگ سے بھر دے گا سوائے اس کے کہ وہ توبہ کر لے اور اس عمل کو ترک کردے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

وَ قَالَ ع وَ مَنْ صَافَحَ امْرَأَةً تَحْرُمُ عَلَيْهِ فَقَدْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ مَنِ الْتَزَمَ امْرَأَةً حَرَاماً قُرِنَ فِي سِلْسِلَةٍ مِنْ نَارٍ مَعَ شَيْطَانٍ فَيُقْذَفَانِ فِي النَّارِ. وسائل الشيعة، ج‏۲۰، ص: ۱۹۶

کہ جس شخص نے کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کیا بیشک وہ اللہ کے غضب کا مستحق ہو گیا اور جس شخص نے کسی نامحرم عورت کے ساتھ معاشرت اختیار کی وہ شیطان کے کے ساتھ آگ کی زنجیر میں جکڑا جائے گا اور پھر دونوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ص قَالَ: وَ مَنْ صَافَحَ امْرَأَةً حَرَاماً جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَغْلُولًا ثُمَّ يُؤْمَرُ بِهِ إِلَى النَّارِ وَ مَنْ فَاكَهَ امْرَأَةً لَا يَمْلِكُهَا (حَبَسَهُ اللَّهُ) بِكُلِّ كَلِمَةٍ كَلَّمَهَا فِي الدُّنْيَا أَلْفَ عَامٍ. وسائل الشيعة، ج‏۲۰، ص: ۱۹۸

یعنی جو شخص کسی نامحرم عورت سے مصافحہ کرتا ہے وہ قیامت کے دن جکڑا ہوا آئے گا اور پھر اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا جائے گا اور جو شخص کسی ایسی عورت سے ہنسی مذاق کرے کہ جو اس کی ملکیت نہیں ہے تو اللہ تعالی اس کے ہر لفظ کے بدلے میں کہ جو اس نے دنیا میں کہے ہیں ہزار سال قید میں رکھے گا۔

ابو بصیر رضوان اللہ علیہ کہ جو آئمہ علیہم السلام کے مخلص صحابہ میں سے تھے کہتے ہیں کہ

عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ امْرَأَةً كُنْتُ أُعَلِّمُهَا الْقُرْآنَ فَمَازَحْتُهَا بِشَيْ‏ءٍ فَقَدِمْتُ عَلَى أَبِي جَعْفَرٍ ع فَقَالَ لِي أَيَّ شَيْ‏ءٍ قُلْتَ لِلْمَرْأَةِ (فَغَطَّيْتُ وَجْهِي) «۷» فَقَالَ لَا تَعُودَنَّ إِلَيْهَا. وسائل الشيعة، ج‏۲۰، ص: ۱۹۸

یعنی: میں ایک عورت کو پڑھاتا اور اسے قرآن کی تعلیم دیتا تھا پس ایک دن میں نے اس سے کسی چیز کے بارے میں مذاق کیا اور پھر اس کے بعد جب امام باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ تم نے اس عورت سے کیا بات کہی تھی؟ تو میں نے شرمندگی کی وجہ سے منہ کو ڈھانپ لیا پس امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا۔

امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام فرماتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ ع قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ص لَا يُصَافِحُ النِّسَاءَ فَكَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُبَايِعَ النِّسَاءَ أُتِيَ بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ فَيَغْمِسُ يَدَهُ ثُمَّ يُخْرِجُهَا ثُمَّ يَقُولُ اغْمِسْنَ أَيْدِيَكُنَّ فِيهِ فَقَدْ بَايَعْتُكُنَّ. مستدرك الوسائل و مستنبط المسائل / ج۱۱ ص : ۱۲۵

یعنی: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواتین سے مصافحہ نہیں کیا کرتے تھے پس جب کبھی خواتین سے بیعت لینا ہوتی تو ایک برتن منگواتے کہ جس میں پانی ہوتا پس حضور ص اپنا ہاتھ اس میں ڈبوتے اور پھر باہر نکال لیتے، پھر خواتین سے کہتے کہ تم اپنے ہاتھ اس میں ڈبو دو بیشک میں نے تمہاری بیعت لے لی ہے۔

امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

وَ قَالَ ع: الْعُيُونُ مَصَائِدُ الشَّيْطَانِ

آنکھیں شیطان کا جال ہیں۔

وَ قَالَ ع: اللَّحْظُ رَائِدُ الْفِتَنِ

التفات فتنوں کا سردار ہے۔

وَ قَالَ ع: ذَهَابُ النَّظَرِ خَيْرٌ مِنَ النَّظَرِ إِلَى مَا يُوجِبُ الْفِتْنَةَ

یعنی نظر کا ختم ہوجانا ایسی چیز کی طرف دیکھنے سے بہتر ہے جو فتنہ کا موجب ہو۔

وَ قَالَ ع: مَنْ غَضَّ طَرْفَهُ أَرَاحَ قَلْبَهُ

یعنی: جس نے آنکھیں جھکا لیں اس نے دل کو سکون بخشا۔

وَقَالَ ع: مَنْ أَطْلَقَ طَرْفَهُ جَلَبَ حَتْفَهُ

یعنی: جس نے جھانکا وہ اپنی موت کو لے آیا۔

وَقَالَ ع: مَنْ غَضَّ طَرْفَهُ قَلَّ أَسَفُهُ وَ أَمِنَ تَلَفَهُ

یعنی جس نے اپنی آنکھوں کو جھکا لیا اس نے اپنے حسرت و افسوس میں کمی کر لی اور اپنے آپ کو موت سے بچا لیا۔

میرے بیٹے۔ تمہیں اسلام اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ آنکھیں بند کرکے سڑک پر نکلو لیکن تمہارے لئے واجب ہے کہ تم کوشش کرو کہ تمہاری نظر ایسی چیز پر نہ پڑے کہ جس کا دیکھنا حرام ہے اور اگر تمہاری نظر بغیر کسی ارادہ کے پڑ بھی جائے تو تمہارے لئے فورا وہاں سے نظر کا پھیرنا واجب ہے اور تمہارے لئے جائز نہیں کہ دوبارہ اس کی طرف دیکھو اور اگر ایسا کیا تو حرام کے مرتکب ہو جاوگے۔

اسی طرح اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ بعض اوقات آپ بعض مجتہدین کا یہ فتوی سنتے ہیں کہ عورت کے چہرے اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا جائز ہے تو یاد رکھیں جو مجتہد بھی چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کو جائز قرار دیتا ہے وہ اس بات کی شرط بھی عائد کرتا ہے کہ عورت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا لذت یا شہوت کا باعث نہ ہو تو ایسی صورت میں اس کی طرف دیکھنا جائز ہے۔ لیکن یہ بات عقل

تسلیم نہیں کرتی کہ ایک عام لڑکا اپنی عین جوانی اور شباب کے عالم میں ہو اور اسے خواتین کی طرف دیکھنے میں لذت کا احساس نہ ہو۔ ہاں البتہ کبھی کبھی انسان مسلسل دیکھنے کا عادی ہو جاتا اور اسے یہ لذت محسوس نہیں ہوتی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ نظر میں لذت نہیں ہوتی بس یہ شخص مسلسل نظر کی وجہ سے اس کا عادی ہوگیا ہے۔ جس طرح جو شخص سگریٹ پینے کا عادی ہو جاتا ہے اسے سگریٹ کی کڑّواہٹ محسوس نہیں ہوتی، جو شخص مرچیں اور مسالے کھانے کا عادی ہوتا ہے وہ انکے کھانے میں میں لذت محسوس کرتا ہے اور اسے مرچوں کی اذیت، کڑواہٹ، حررارت اور تیزی محسوس نہیں ہوتی۔

بعض مجہتدین عورت کے باقی جسم کی طرف چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنے کو بھی حرام قرار دیتے ہیں اور بعض مجہتدین کا فتوی یہ ہے کہ احتیاط واجب کی بنا پر عورعت کے چہرہ اور ہاتھوں کی طرف دیکھنا حرام ہے۔

میرے جوان بچو۔۔ اگر جنت کا راستہ پھولوں اور کلیوں سے مفروش ہوتا تو ہر کوئی اس کو طے کر کے جنت میں پہنچ جاتا بیشک اللہ تعالی نے اس دنیا کو امتحان اور آزمائشوں کا ٹھکانہ قرار دیا ہے تاکہ خبیث اور پاکیزہ میں پہچان اور تمیز ہو سکے۔

لِیَہلِكَ مَنۡ ہَلَكَ عَنۡ بَیِّنَۃٍ وَیَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡ بَیِّنَۃ ۔ سورہ انفال آیت ۴۲

یعنی: تاکہ جو ہلاک ہو وہ دَلیل کے ساتھ اور جو زندہ رہے وہ بھی دلیل کے ساتھ۔

یاد رکھیں جنت فقط تکلیف و مشقت میں اور جہنم فقط شہوت میں ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ص كَانَ يَقُولُ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَ حُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

۔بحار الأنوار (ط - بیروت) / ج٦٧ / ص : ٧٣

یعنی: جنت مشکلات میں لپٹی ہوئی ہے جبکہ جہنم خواہشات میں۔

اسی طرح ہمارے لئے اس بات کا جاننا ضروری ہے کہ صحیح عقیدہ رکھنے والے تمام مومنین کے اعمال تقوی اور گناہوں سے اجتناب کے ذریعے ہی قبول ہوں گے۔

پس ارشاد قدرت ہے:

إِنَّما يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِين۔ سورہ مائدہ آیت ٧٢

یعنی: خدا فقط متقین سے ہی ان کے اعمال قبول کرتا ہے۔

جو شخص بھی تقوی اور پرہیزگاری میں آگے بڑھتا چلاجائے گا وہ اس کی لذت و شیرینی کو بھی زیادہ سے زیادہ محسوس کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ تقوی اور پرہیزگاری کی حفاظت اور اسی حالت میں باقی رہنے کے لئے مشکلات بھی بڑھتی جائیں گی۔

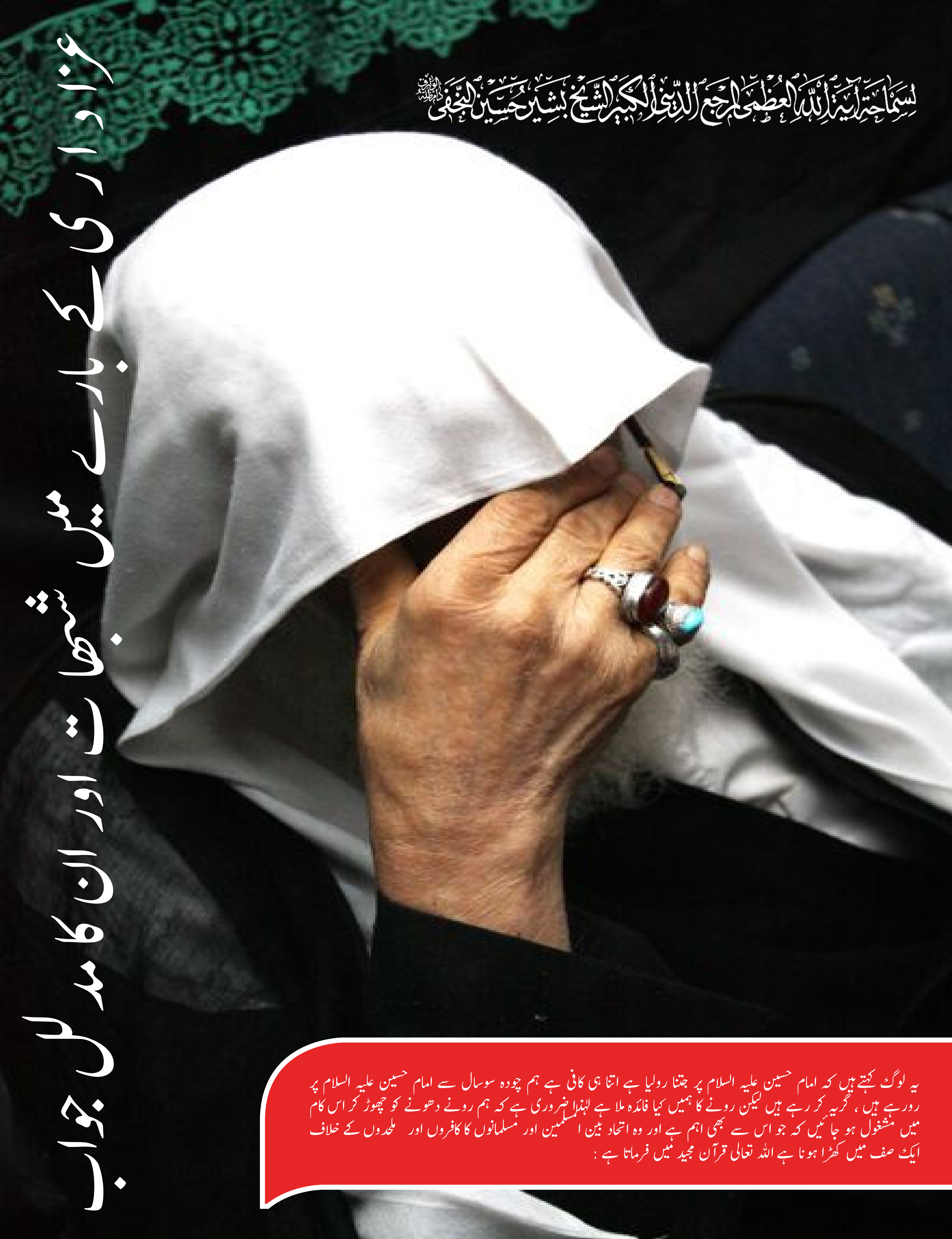

عزاداری کے بارے میں شبہات اور ان کا مدلل جواب

لسماحة آية الله العظمى المرجع الديني الكبير الشيخ بشير حسين النجفي دام ظله الوارف

یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین علیہ السلام پر جتنا رولیا ہے اتنا ہی کافی ہے ہم چودہ سوسال سے امام حسین علیہ السلام پر رورہے ہیں ، گریہ کر رہے ہیں لیکن رونے کا ہمیں کیا فائدہ ملا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ ہم رونے دھونے کو چھوڑ کر اس کام میں مشغول ہو جائیں کہ جو اس سے بھی اہم ہے اور وہ اتحاد بین المسلمین اور مسلمانوں کا کافروں اور ملحدوں کے خلاف ایک صف میں کھڑا ہونا ہے اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے :

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا
یعنی: اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

پس میں اس گروہ سے پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں وہ روایات نظر نہیں آتی کہ جو مجالس عزاء کے قیام اور گریہ و بکاء کی بہت تاکید و تائید کرتی ہیں اور ان میں سے بعض کو ہم نے ذکر بھی کیا ہے۔ امام حسین علیہ السلام کا مقدس انقلاب اور قیام ہی حقیقت میں دین کو انحراف اور گمراہی سے بچانے والا محافظ ہے ،یہی قیام حقیقت میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔

اپنے اعتقادات اور اپنی خاص دینی رسوم کو اتحاد بین المسلین کے خاطر چھوڑنے والے سے میں سوال کرتا ہوں کہ اگر تم نے ان کے ساتھ اتحاد کی خاطر اپنے بعض عقائد کو چھوڑ بھی دیا تو کیا یہ لوگ شیعوں کے مسلمان ہونے کا اعتراف کریں گے؟ یاد رکھو وہ کبھی بھی ہمیں مسلمان تسلیم نہیں کریں گے وہ ہمیں گمراہ اور کافر شمار کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے ہمارے ساتھ تعلقات کو بہتر بھی بنا لیا اور ہمارے لئے ادب و احترام کے الفاظ بھی استعمال کرنے لگے تو وہ ہمیں کافر کی بجائے مسلمان تب بھی نہیں کہیں گے۔

کسی فرقہ کسی گروپ یا کچھ اشخاص کو راضی کرنے کے لئے اپنے اعتقادات میں کسی چیز سے بھی پیچھے ہٹنا جائز نہیں ہے۔ حقیقی اسلام ان شعائر حسینی اور ان ہی جیسے دوسرے اعتقادات کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ اصلی اسلام وہی ہے کہ جس کو اللہ تعالی نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا اور آپ نے اس اسلام کو غدیر کے دن حضرت علی علیہ السلام کی تمام مسلمانوں کے لئے ولایت و امامت کے اعلان کے ساتھ مکمل فرمایا، یہی حقیقی اسلام ہے کہ جو آئمہ علیہم السلام سے ہوتا ہوا ہم تک پہنچا ہے۔

اگر تم وحدت ہی کو پکارتے ہو تو فقط وحدت مسلمانوں تک ہی کیوں محدود ہے؟ تم کیوں نہیں وحدت انسانیت اور اتحاد بین الناس کا نعرہ لگاتے؟

۲۔اہل بیت علیہم السلام کے نام پر پیسہ خرچ کرنا :۔

یہ لوگ کہتے ہیں کہ مجالس عزاء، ماتمی جلوسوں، شعائر حسینی اور امام حسین علیہ السلام اور باقی آئمہ کے زائرین کی خدمت کے لئے پیسہ خرچ نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس پیسہ کو فقیروں اور غریب لوگوں میں تقسیم کر دینا چاہئے۔

ان لوگوں کا مقصد فقط شعائر حسینی کو رکوانا ہے ان لوگوں کو فقیروں اور غریب افراد کی کوئی فکر نہیں ہے یہ تو بس اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے غریب افراد کا نام استعمال کرتے ہیں۔

۳:زیارت عاشورہ:۔
یہ لوگ کہتے ہیں کہ زیارت عاشورہ کو نہ پڑھا جائے کیونکہ اس کی سند ضعیف اور غیر معتبر ہے۔
میں ان لوگوں سے کہوں گا: تم کو نہ تو روایت کے ضعیف ہونے کا مطلب معلوم ہے نہ اس کے صحیح ہونے کا اور نہ ہی اس کے قواعد و ضوابط کے بارے میں تم کو علم ہے، اور نہ تمہارا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے کہ جو علم درایۃ، علم رجال، فقہ، اصول اور اس کے علاوہ اس مقصد کے لئے درکار دوسرے علوم کو جاننے والے ہیں کہ جو ضعیف روایات کو صحیح و معتبر روایات سے تمیز دے سکتے ہیں۔
پس یہ لوگ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کا معنی انہیں خود بھی معلوم نہیں ہے اور اپنے اس رویہ سے امام معصوم کو رد کرتے ہیں کہ جن سے یہ روایت مروی ہے۔

۴۔زیارتِ عاشورہ میں موجود لعنت :۔

ان لوگوں کا کہنا ہے کہ زیارتِ عاشورہ میں لعنت بھی ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ جو امام علیہ السلام کے اسلوب و اخلاق کے منافی ہے، چاہے مد مقابل کافر، ملعون اور ناصبی ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا ضروری ہے کہ یا تو زیارت عاشوراء کو ترک کر دیا جائے یا پھر کم از کم اس میں سے لعنت کو ہی نکال دیا جائے۔

میں ان لوگوں سے کہوں گا : کہ لعنت اور برائت ہمارے دین میں ضروری اور ہمارے اس اعتقادات میں سے ہے حتی کہ کلمہ توحید [لا الہ الا اللہ] بھی برائت پر مبنی ہے لہٰذا جائز نہیں کہ ایک جز کو تو لے لیا جائے اور دوسرے جز کو چھوڑ دیا جائے، کلمہ توحید دونوں اجزاء کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتا کہ جن میں سے ایک تولا اور دوسرا برائت و تبرا ہے لہٰذا [لاالہ]کہنے کے فورا بعد [الااللہ] کہو تب ہی کلمہ

توحید مکمل ہوتا ہے ۔ اسی طرح آئمہ علیہم السلام سے تولا و مودت تب ہی مکمل ہوتی ہے کہ جب ان کے دشمنوں اور ان پر ظلم کرنے والوں سے برائت و تبرا کا اعلان کیا جائے ۔ پس تولا و مودت اور لعنت و برائت دونوں ہی زیارت عاشورہ میں موجود ہیں اور محمد وآل محمد اور ان کے شیعوں کے دشمنوں کو صرف راضی کرنے کے لیے ان دونوں کو ہم دین سے نہیں نکال سکتے ۔

پس جیسا کہ معلوم ہے کہ قرآن مجید میں بھی خداوند ذوالجلال نے کئی مقامات پر ظالموں ، جھوٹوں اور انبیاء و اولیاء کے دشمنوں پر لعنت اور ان کی مذمت کی ہے ۔

۵۔ قمعہ زنی اور زنجیر زنی :۔

ان لوگو ں کو کہنا ہے کہ قمعہ اور زنجیر زنی انسان کو ضرر اور نقصان پہنچاتے ہیں اور اپنے آپ کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے لہٰذا قمعہ ، زنجیر زنی ، ماتم اور گریا کرنا حرام ہے کیونکہ یہ سب امور انسانی جسم اور نفسیات پر برے اثرات مرتب کرتے ہیں ۔

پہلے تو میں ان لوگوں سے کہوں گا کہ نجف کے حوزہ علمیہ میں یا دنیا میں موجود دوسرے حوزات میں آکر پہلے تعلیم حاصل کریں اور پھر دیکھیں کہ کونسا ضرر اور نقصان شریعت میں حرام ہے ؟ کیا وہ ضرر بھی حرام ہے جو انسان کو کامیابی کے حصول ، اپنے یا اپنے گھر والوں یا عوام کے لئے عزت و خوشحالی اور سعادت حاصل کرنے اور کسی بھی عقلائی غرض کے لئے پہنچتا ہے ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ قمعہ اور زنجیر زنی میں ہلاکت کا احتمال و امکان ہوتا ہے لہٰذا یہ جائز نہیں ہیں ۔ میں سوال کرتا ہوں کہ لوگ اپنے مقاصد کے حصول کے لئے ہوائی جہاز میں سفر کرتے ہیں اور اپنے آپ کو موت و ہلاکت کے خطرہ میں مبتلا کرتے ہیں حالانکہ جہاز کے گرنے اور ان میں سوار افراد کے جان بحق ہونے کا احتمال موجود ہے لیکن آج تک کبھی کسی عاقل نے ہوائی سفر کی مذمت نہیں کی۔

معاویہ بن وہب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتا ہے کہ جس میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جانے کی فضیلت کو ذکر کیا گیا ہے ، پس امام علیہ السلام ان زائرین کے لئے اللہ سے دعا کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

۔۔۔ اللھم ۔۔۔ فارحم تلک الجوہ التی غیرتھا الشمس [کامل الزیارات باب ۴۰ جلد ۲]

یعنی ۔۔۔۔ میرے اللہ۔۔۔ان چہروں پر اپنی رحمت نازل فرما کہ جن کو سورج [کی تپش] نے متغیر کر دیا ہے ۔

زائرین نہ جانے کتنی تکلیفیں اٹھا کر زیارت کے لئے پیدل جاتے ہیں حتی کہ گرمی کی شدت سے ان کے چہروں کی رنگت تبدیل ہوجاتی ہے ، کیا یہ تکلیفیں انسان کے لئے ضرر رساں نہیں ہیں ؟ جبکہ امام علیہ السلام ان تکلیفوں کو برداشت کرنے والوں کے لئے رحمت کی دعا کر رہے ہیں ۔

چونکہ امام حسین علیہ السلام کا قیام اصلاح اور لوگوں کو اسلام کی طرف رہنمائی کرنے کے لئے تھا لہٰذا اگر کہیں ایسا علاقہ ہو کہ جہاں کے لوگ امام حسین علیہ السلام کے قیام اور ان کے اہداف کو نہ جانتے ہوں اور ان کا اپنی جہالت کے سبب قمعہ اور زنجیر زنی کے مشاہدے سے حسینی انقلاب ، اسلام اور شیعیت سے بد ظن ہونا یقینی ہو تو ایسی صورت میں اس جگہ قمعہ اور زنجیر زنی کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے ، اس کے علاوہ دوسری جگہوں پر کسی کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی کو اس سے منع کرے۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وہابی اور ان کے ہم خیال لوگ قمعہ اور زنجیر زنی کی وجہ سے ہمارا مذاق اڑاتے ہیں اور ہمارے مذہب کی بے حرمتی کرتے ہیں لہٰذا ان کو ترک کر دینا چاہیے ۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ وہابی تو ہمارے پورے مذہب کا مذاق اڑاتے ہیں تو کیا ان کے مذاق کی وجہ سے پورا مذہب چھوڑ دیا جائے ؟اور دوسری بات یہ ہے کہ ہر قوم ، ہر مذہب اور ہر علاقہ کے لوگوں کا اپنے رہنماوں ، بزرگوں اور محسنوں کی یاد منانے کا اپنا طریقہ اور اسلوب ہوتا ہے اور دوسروں کا مذاق اڑانا اور تمسخر اس کو ترک کرنے کا موجب نہیں ہوسکتا ۔ لہٰذا اس طرح ہمارے بھی شعائر حسینی اور کربلا کی یاد منانے کے کچھ طریقے اور رسومات ہیں کہ جن کو ہم کسی کے مذاق اڑانے کی وجہ سے ترک نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس وجہ سے ان کو ترک کرنا عقل مندی ہے ۔ بلکہ ہر علاقے اور خطے میں وہاں کے رہنے والوں کے رہن و سہن ، رسم و رواج اور ثقافتی عادات کے مختلف ہونے کی وجہ سے شعائر حسینی اور سانحہ کربلا کی یاد منانے کا طریقہ بھی مختلف ہوتا ہے ۔ پس ہر وہ عمل کہ جو شعائر حسینی

، امام حسین علیہ السلام کے مقاصد اور سانحہ کربلا کی یاد کو زندہ رکھے وہ عمل شریعت میں راجح اور باعث اجر و ثواب ہے اگرچہ اس میں انسان کو کوئی ضرر ہی کیوں نہ ہو۔ لیکن اس بات کا لحاظ اور خیال رکھنا واجب ہے اور ضروری ہے کہ سانحہ کربلا کی یاد منانے ، امام حسین علیہ السلام کی عزاداری اور شعائر حسینی کے احیاکے لئے ایسے طریقے کو اختیار نہ کیا جائے کہ جو اسلام اور اس کے اصولوں اور شریعت کے مخالف ہے بلکہ رسوم عزاء اور سانحہ کربلا کی یاد کو اس طرح سے منایا جائے کہ لوگوں کے دلوں میں اسلام اور اس کی شریعت سے تمسک کا شوق پورے جوش و خروش سے ابھرنے لگے۔ پس ماتمی جلوسوں یا زیارت کے لئے جانے والے افراد کے لئے ضروری ہے کہ جوں ہی نماز کا وقت ہو تو فورا جلوس کو روک دیا جائے اور ماتمی حضرات میں سے ایک اذان کہے اور اس کے بعد سب باجماعت نماز ادا کریں اور اگر باجماعت نماز ادا کرنا ممکن نہ ہو تو سب فرادی نماز ادا کریں اور پھر دوبارہ عزاداری کی عبادت میں مشغول جائیں تاکہ صحیح معنوں میں سید الشہداء علیہ السلام کے پیروکار اور ان کی سیرت پر چلنے والے کہلا سکیں۔ پس سید الشہداء علیہ السلام نے کبھی بھی نماز کو تاخیر سے ادا نہیں کیا حتی کہ آپ نے کربلا کے میدان میں جونہی دیکھا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے تو اسی وقت آپ نے باجماعت نماز ادا کی اور اس کی ادائیگی میں ذرہ برابر بھی تاخیر نہیں کی حالانکہ جنگ ہورہی تھی اور ہر طرف دشمن کی فوجیں تھیں ۔ پس ماتمی جلوس اور مجالس عزا بھی مشن حسینی کو زندہ رکھنے اور سانحہ کربلا کی یاد منانے کا وسیلہ ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ ہم بھی امام حسین علیہ السلام کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے یزید اور یزیدیت کے خلاف اور امام حسین علیہ اسلام اور ان کی سیرت و کردار کے حق میں نکلے ہوئے ماتمی و عزاداری کے جلوس میں اپنے کردار کے ذریعے یزیدیت کی مخالفت کریں اور امام حسین علیہ السلام کی سیرت کی حمایت کریں اور اول وقت میں جلوس کو روک کر نماز ادا کریں اور نماز کی ادائیگی کے بعد پھر سے جلوس روانہ ہوجائے۔

اسی طرح جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیھا نے تمام تر مصائب کے باوجود ہمیشہ نماز کو اول وقت میں ادا کیا بلکہ بعض روایات کے مطابق انہوں کبھی نماز شب کو بھی ترک نہ کیا حتی کہ گیارہ محرم کی رات [شام غریباں] کو بھی نماز شب کو ادا کیا کہ جب کائنات بھر کے مصائب آپ پر ٹوٹ چکے تھے اور یہی وجہ ہے کہ امام حسین علیہ السلام نے اپنی بہن کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی کہا تھا کہ میری بہن مجھے نماز شب میں ضرور یاد کرنا، کیونکہ امام حسین علیہ السلام جانتے تھے کہ ان کی عظیم بہن نماز شب کو کبھی ترک نہ کرے گی۔

یہ بات یاد رکھیں کہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے ، فرش عزاء بچھانے اور ان پر گریہ وبکا کرنے کا بہت زیادہ ثواب ہے میں اس بارے میں مروی معاویہ بن وہب کی روایت کو ذکر کرتا ہوں کہ جو انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے :۔

معاویہ بن وہب کہتا ہے : ایک دن میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے گھر آیا تو میں نے دیکھا کہ امام علیہ السلام اپنے گھر میں مصلی عبادت پر ہیں لہٰذا میں ایک طرف بیٹھ گیا تاکہ امام علیہ السلام نماز مکمل کر لیں ۔ پس میں نے امام علیہ السلام کو اپنے پروردگار سے ان الفاظ میں دعا کرتے ہوئے سنا:

اللھم یا من خصنا بالکرامة و وعدنا بالشفاعة وخصنا بالوصیة ، واعطانا علم مامضی و ما بقی، و جعل افئدة الناس تھوی الینا ، اغفر لی و لاخوانی و زوار قبر ابی عبد اللہ الحسین الذین انفقوا اموالھم و اشخصوا ابدانھم رغبة فی برنا ، ورجاء لماعندک فی صلتنا ، و سرورا ادخلوہ علی نبیک

یعنی : اے میرے اللہ، اے وہ کہ جس نے ہمیں کرامت کے ساتھ خاص قرار دیا ہے ،ہم سے شفاعت کا وعدہ کیا ہے ، ہم کو [رسول کی] جانشینی کے لئے منتخب و خاص کیا ہے ، جو ہو چکا اور جو ہوگا اس کا ہمیں علم عطا کیا ، اور لوگوں کے دلوں کو ہماری طرف مائل کیا ہے ، اے اللہ میری ، میرے بھائیوں اور ابا عبد اللہ الحسین علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنے والوں کی مغفرت فرما، کہ جنہوں نے اپنا مال خرچ کرکے [امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی] ، اور ہماری ہمدردی میں اپنے جسموں کو [موت کے لئے] ظاہر و مشخص کیا ، تیرے حضور ہمارے وسیلہ کی امید رکھی اور تیرے نبی کو [زیارت امام حسین علیہ السلام سے]خوش کیا۔

دیکھیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ ایسا عمل ہے کہ جو رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں خوشی اور مسرت کا باعث ہے اور اس عمل سے بڑھ کر کون سا عمل ہو سکتا ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی اور فرحت کا باعث ہو۔

پھر امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

واجابة منھم لامرنا وغیظا ادخلوہ علی عدونا>>

یعنی : ہمارے حکم کی تعمیل اور ہمارے دشمن میں غیض و غضب [کی آگ لگانے] کے لئے اس عمل کو بجا لاتے ہیں ۔

اس عمل کو سر انجام دینے والا جہاں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل میں سرور اور خوشی ڈال کر ثواب حاصل کرتا ہے وہاں اسی عمل کے ذریعے دشمنوں کے دلوں کو غصے کی آگ میں جلا کر بھی ثواب کا مستحق بن جاتا ہے ۔

پھر اس کے بعد امام علیہ السلام فرماتے ہیں :

ارادوا بذلک رضوانک، فکافھم عنا بالرضوان ، و اکلاھم بالیل والنھار و اخلف علی اھالیھم و اولادھم الذین خلفوا باحسن الخلف ، اصحبھم ، و اکفھم شر کل جبار عنید و کل ضعیف من خلقک و شدید ، شر کل شیاطین الانس و الجن ، و اعطھم افضل ما املوا منک فی غربتھم عن اوطانھم و ما آثرونا بہ علی ابنائھم و اھالیھم و قراباتھم

یعنی : اے اللہ اس عمل کے ذریعے وہ تیری رضا چاہتے ہیں ، پس تو ان کو ہماری طرف سے رضا و رضوان عطا کر ، ان کی دن رات حفاظت فرما، ان کے گھر والوں اور ان کی اولا د کی سب سے بہتر نگہبانی فرما کہ جن کو چھوڑ کر آئے ہیں،ان کا ساتھی و مونس ہوجا، ان کو ہرمنہ زور جابر اور مخلوق میں سے ہر ضعیف اور قوی اور جنوں اور انسانوں میں سے تمام شیاطین کے شر سے محفوظ فرما، اور ان کو وہ افضل ترین چیز عطا کر کہ جس کی انہوں نے وطنوں سے دور غربت کے عالم میں تجھ سے تمنا کی اور اس بات کے بدلے میں [انہیں جزا عطا کر] کہ انہوں نے ہم کو اپنی اولاد ، اپنے گھر والوں اور قربت داروں پر ترجیح دی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام خدا تعالی سے دعا کر رہے ہیں کہ خدایا امام حسین علیہ السلام کے زائر کو نا صرف ہر وہ چیز عطا کر جس کی وہ تجھ سے تمنا رکھتا ہے بلکہ

كل يوم عاشورا

اس کے علاوہ بھی ان زائرین کو اپنے فضل وکرم اور جو د سخا کے صدقے جزائے خیر عطا کر۔

امام جعفر صادق علیہ السلام خدا سے التجا کرتے ہیں کہ یہ لوگ اپنی مسافرت کی حالت میں گھروں اور وطن سے دور تجھ سے جو کچھ طلب کرتے ہیں وہ ان کو عطا کر۔ کیونکہ یہ لوگ کئی کئی دن اور مہینے امام حسین علیہ السلام کی محبت میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر ان سے دور مسافرت کے عالم میں رہتے ہیں۔

پھر اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی دعا میں فرماتے ہیں :

اللهم ان اعدائنا قد عابوا عليهم بخروجهم فلم ينههم ذلك عن الشخوص الينا خلافا منهم على من خالفنا ، فارحم تلك الجوه التي غيرتها الشمس و ارحم تلك الخدود التي تتقلب على حفرة ابى عبد الله الحسين عليه السلام '>

یعنی : ۔ اے اللہ ہمارے دشمنوں نے ان کو [زیارت کے لئے] نکلنے پر طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا لیکن یہ چیز ان کو ہماری جانب ظاہر و مشخص ہونے سے نہ روک سکی، ان لوگوں کے برخلاف جنھوں نے ہم سے روگردانی کی، پس اے اللہ ان چہروں پر اپنی رحمت نازل فرما جن کو سورج [کی تپش] نے متغیر و تبدیل کر دیا اور ان رخساروں پر اپنی رحمت نازل فرما کہ جو اباعبداللہ علیہ السلام کی قبر پر [دائیں بائیں] پلٹے [اور مس ہوتے] ہیں۔

اے میرے مومن بھائیو۔ اگر کبھی تمہارے لئے ممکن ہو تو مظلوم کر بلا امام حسین علیہ السلام کی قبر کی مٹی یا پھر ضریح پر اپنے دائیں رخسار کو رکھو اور پھر بائیں کو رکھو تاکہ تمہارے رخسار بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کی دعا اور رحمت میں شامل ہوجائیں۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

وارحم تلك الاعين التي جرت دموعها رحمة لنا

یعنی : [اے اللہ]ان آنکھوں پر رحمت نازل فرما جن سے ہماری ہمدردی میں آنسو جاری ہوئے۔

دیکھیں یہ گریہ اور آنسو کتنے ممدوح و مطلوب ہیں چاہے یہ گریہ زیارت پڑھنے کے دوران ہو، چاہے گھر سے باہر سڑک پر یہ گریہ ہو یا پھر یہ گریہ امام حسین علیہ السلام کی قبر و ضریح کے قریب ہو اور چاہے کسی بھی جگہ پر ہو۔ تیسرے گروہ کی طرح نہیں کہ جو کہتا ہے کہ بس گھر میں بیٹھ کر رویا کرو۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام اپنی دعا کو جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں :

فارحم تلك الصرخة التي كان تلنا

یعنی :[خدایا]ہماری خاطر اٹھنے والی چیخ و پکار پر اپنی رحمت نازل فرما۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اس چیخ و پکار اور اونچی صداوں کے لئے رحمت کی دعا فرما رہے ہیں کہ جو اہل بیت علیھم السلام اور ان کے مصائب پر ' یا حسین ' یا مظلوم ' ہائے ہائے میرے آقا و امام وغیرہ کی صورت میں بلند ہوتی ہیں اب یہ صدا و بکا، گھر، سڑک ، امام بارگاہ ، مسجد یا کسی بھی جگہ پر بلند ہو امام علیہ السلام اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔

یہ بات واضح رہے کہ دعاکے اس جملہ میں لفظ ' الصرخة ' استعمال ہوا ہے عربی ڈکشنری میں اس کا معنی بلند آواز سے رونے اور چیخنے کا ہے اور یہ بات ہمارے لئے مجالس عزاء کے قیام ، گریہ و بکاء اور نوحہ خوانی کی تاکید کرتی ہے چاہے اس میں آوازیں کتنی ہی بلند کیوں نہ ہوجائیں۔

اس کے بعد امام علیہ السلام دعا میں فرماتے ہیں :

اللهم انى استودعك تلك الابدان و تلك الانفس حتى توافيهم فى الحوض يوم العطش

یعنی : اے اللہ میں ان جسموں اور روحوں کو تجھے امانت دیتا ہوں تاکہ تو انہیں قیامت کے دن حوضِ کوثر کی صورت میں جزا عطا کرے۔

معاویہ بن وھب کہتا ہے کہ امام علیہ السلام مسلسل سجدہ کی حالت میں اس دعا کو پڑھ رہے تھے اور جب وہ اس دعا سے سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا : میری جان آپ پر قربان ہو یہ جو دعا میں نے آپ سے سنی ہے اگر ایسے شخص کے لئے ہوتی کہ جو اللہ کو نہیں جانتا تو میں گمان کرتا ہوں کہ آگ کبھی اس کے جسم کو بھی نہ جلاتی ۔ خدا کی قسم میں تمنا کرتا ہوں کہ کاش میں حج کے لئے نہ آتا اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے چلا جاتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اے معاویہ بن وھب تم تو وہاں قریب رہتے ہو تمہیں کس چیز نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے روک رکھا ہے کہ تم نے زیارت کوترک کیا ہے ؟

معاویہ بن وھب کہتا ہے : میری جان آپ پر فدا ہو میں نہیں جانتا تھا کہ یہ اس قدر عظیم عمل ہے ۔

امام حسین علیہ السلام کے زائرین کے حق میں امام علیہ السلام کی دعا اور گفتگو سے معاویہ بن وہب کے دل میں اس عمل اور امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی قدر وقیمت اجر وثواب اور شان و مرتبہ بہت بڑھ گیا۔

پھر امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :

يا معاوية من يدعوالزواره فى السماء اكثر ممن يدعولهم فى الارض [كامل الزيارات باب ۴۰ج۲]

یعنی : اے معاویہ بن وھب آسمان میں امام حسین علیہ السلام کے زوار کے لئے دعا کرنے والوں کی تعدادزمین میں ان کے لئے دعا کرنے والوں سے بہت زیادہ ہے۔

میرے مومن بھائیو۔ یاد رکھو قاعدہ کلیہ کہتا ہے کہ ہر فعل و عمل کا رد عمل یا تو اس کے مساوی ہوتا ہے یا پھر اس سے بھی زیادہ قوی ہوتا ہے ۔شعائر حسینی اور عزاداری سے محاذ آرائی کرنے والوں اور ان کو رکوانے کی کوشش کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ اور ان کا تعلق بہت زیادہ گروہوں ، قوموں اور فرقوں سے ہے اور اسی طرح وہ ہر طرح کے وسائل استعمال کر کے بہت شدت کے ساتھ شعائر حسینی پر حملے کر رہے ہیں ۔ لہٰذا ضروری ہے کہ ہمارا رد عمل شعائر حسینی ، مجالس عزاءاور عزاداری کے قیام، اس کی حفاظت اور لوگوں کو اس عمل سے زیادہ سے زیادہ ترغیب سے ہی ممکن ہے ۔

بارالھا ہمیں امام حسین علیہ السلام کے شیعوں کے زمرہ میں محشور فرما اور ہمیں امام حسین علیہ السلام کی شفاعت نصیب فرما ، اورہمیں ہمیشہ عزاداری اور شعائر حسینی کے احیا اور قیام کی توفیق عطا فرما اور ہمیں ذکر حسین علیہ السلام کے ساتھ اس طرح وابستہ کر دے کہ ہم ہمیشہ حسین ، حسین ، حسین ، کی صدائیں بلند کرتے رہیں۔

والحمد للہ رب العالمین

الدجیل میں تین پاکستانی خواتین کی شہادت

عراق کے صوبہ صلاح الدین کے شہر الدجیل میں دہشت گردی کے ایک واقعے میں تین پاکستانی خواتین شہید اور پندرہ زائرین زخمی ہوگئے۔ پارہ چنار کے ایک طالبعلم شیخ احمد صابری نے تفصیل بتاتے ہوئے بیان کیا کہ محرم میں مولا حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پارہ چنار اور اور گرزئی کے مومنین کا قافلہ عراق آیا، اور چھ محرم کو سامراء میں امام حسن عسکری اور امام علی نقی علیہما السلام کی زیارت کر کے عراق کے شہر بلد میں پہنچا اور ادھر مختصر قیام کر کے دن کے دو بجے یہ قافلہ کاظمین امام موسی کاظم اور امام محمد تقی علیہما السلام کی زیارت کے لئے کاظمیہ روانہ ہوا مگر جب یہ قافلہ الدجیل پہنچا تو وہاں پر اچانک فائرنگ شروع ہو گئی یہ زائرین دو گاڑیوں پر سوار تھے ایک میں اور گرزئی ایجنسی کے مومنین سوار تھے اور دوسری میں پارہ چنار کے مومنین سوار تھے آگے اور گرزئی کے مومنین کی گاڑی تھی اور پیچھے پارہ چنار کے مومنین کی گاڑی تھی، پہلی گاڑی پر اور دوسری گاڑی پر سڑک کے دونوں طرف سے فائرنگ شروع ہوگی۔ پہلی گاڑی کا ڈرائیور بچ گیا اور وہ گاڑی کو آگے پولیس چوکی تک لے گیا جب کہ دوسری گاڑی پر پندرہ سے بیس منٹ تک فائرنگ ہوتی رہی، دو راکٹ فائر کیے گئے اور دہشت گرد د وکلو میٹر تک موجود تھے اور مسلسل فائر کر رہے تھے اس دوران چوکی سے پولیس اور فوج آگئی اور باقی زائرین کو محفوظ مقام تک لے گئی، مگر اس وقت تین خواتین شہید اور پندرہ مومنین زخمی ہو چکے تھے۔ السیدہ آمنہ بی بی، السیدہ محمد بیگم، السیدہ فاطمہ بی بی، یہ تین خواتین شہید ہوئیں اورآٹھ خواتین اور چھ مرد زخمی ہوگئے، زخمی اور شہداء کے جسموں کو کاظمیہ کے ہسپتال تعلیمی میں منتقل کیا گیا اور بعد میں ان کو نجف اشرف میں الصدر ہسپتال میں لے جایا گیا۔

شہداء کا جنازہ جناب الشیخ نجف علی بھجت، جناب السید شمس الحسن نجفی نے پڑھایا اور بعد میں ان کو نجف اشرف میں واقع وادی السلام میں دفن کر دیا گیا۔

صوبہ خیبر پختونخواہ کے تمام طلاب نے جنازہ میں شرکت کی۔

آخر میں نجف اشرف میں موجود صوبہ خیبر پختونخواہ کے تمام طلبا اور پارہ چنار کے مومنین نے جناب مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی بشیر حسین نجفی دام ظلہ کا شکریہ ادا کیا چونکہ انہوں نے کفن، دفن اور کرائے کے تمام اخراجات ادا کیے جیسا کہ ہر پاکستانی جو نجف میں فوت یا شہید ہوجائے اس کے کفن دفن کا انتظام اور اخراجات بھی خود مرجع عالی قدر برداشت کرتے ہیں اور ان طلاب نے اپنی ملت سے اپیل کی ہے کہ وہ مرجع عالی قدر کی درازی عمر کے لئے دعاء کریں اور پوری ملت تشیع اور خصوصا پارہ چنار کے مومنین کو تعزیت بھی پیش کی۔

نجف کو کیسا پایا

پی ٹی وی نیوز کے ایگزیکٹو ایڈیٹر جناب سید عون محمد اور ای پی زیڈ کے ڈپٹی چینل منیجر جناب سید علی نے مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی شیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ کے فرزند ارجمند حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی سے ان کے دفتر میں ملاقات کی۔ حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی نے ان احباب سے پاکستان کی موجودہ صورتحال کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ پاکستان کی اقتصادی صورتحال خراب ہے۔ لاء اینڈ آڈر کی صورتحال اس سے بھی ابتر ہے۔ ان محترم مہمانوں نے حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی سے عرض کیا کہ وہ قبلہ کو پاکستان کا دل اسلام آباد دکھانا چاہتے ہیں تو جواب میں حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی نے فرمایا کہ ہم پورے پاکستان کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ ملاقات کے دوران ان زائرین نے حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی سے دردِ دل بیان کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو نجف اشرف کے حوزے سے تربیت یافتہ خطباء کی ضرورت ہے تو حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی نے فرمایا کہ مرجعیت اور خصوصا مرجع عالی قدر آیت اللہ العظمی شیخ بشیر حسین نجفی دام ظلہ اس ہدف کے حصول میں اپنی جد و جہد میں مصروف ہیں۔ اس وقت اگرچہ افاضل طلاب کی کمی ہے مگر مرجعیت ان کی تربیت میں اپنا فریضہ بھرپور طریقے سے انجام دے رہی ہے انشاءاللہ کچھ عرصے بعد یہاں سے خطباء کی کثیر تعداد جائے گی۔

آخر پر حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی نے ان افراد سے فرمایا کہ نجف اشرف کو آپ افراد نے کیسا پایا؟ تو انہوں نے عرض کیا کہ نجف بہت اچھا ہے اور شہر نجف ابھی بہت ترقی کر رہا ہے۔ آخر میں ان معزز مہمانوں نے حجۃ الاسلام شیخ علی نجفی کا شکریہ ادا کیا تو جواب میں قبلہ نے فرمایا کہ ہم ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہیں اور یہ دفتر آپ کا دفتر ہے۔

مرجع عالی قدر سے پوچھے گئے سوالات اور ان کے جوابات

سوال: حسین منی وانا من حسین کے مفہوم کے بارے میں بتا دیں؟

جواب: کبھی کبھی کسی انسان کی شخصیت میں ایسے فضائل اور کمالات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے وہ تمام لوگوں سے منفرد ، ممیز اور ممتاز نظر آتا ہے اسی طرح بعض اوقات کوئی شخص اپنے برے اعمال ، قباحتوں اور فساد کے میدان میں انتہائی گھٹیا اور مشہور ترین صورت اختیار کر لیتا ہے ۔پس پہلا شخص اپنے فضائل اور مناقب میں اس طرح شہرت حاصل کر لیتا ہے کہ اس کے جسمانی اور تکوینی مشخصات بھی اس کے فضائل میں ضم ہوجاتے ہیں جب کبھی اس کا نام لیا جاتا ہے تو متکلم اور سامع دونوں کے ذھن میں اس کے فضائل اور صفات حسنہ گردش کرنے لگتی ہیں ۔ اسی طرح دوسرا شخص جو اپنی قباحتوں اور برائیوں میں اس حد تک بڑھ جاتا ہے کہ اس کی ذات تمام مفاسد انحرافات اور برائیوں کا عنوان بن جاتی ہے اور یہ شخص شیطان اور اس کے ہم مثل یزید بن معاویہ ، حجاج بن یوسف اور بنی امیہ اور بنو عباس کے سرکشوں کی صورت اختیار کر لیتا ہے اور جب بھی اس کا کہیں ذکر ہوتا ہے تو اس کی یہ برائیاں اور قبیح صفات سامع اور متکلم کے ذہن میں آجاتی ہیں ۔ اگر آپ فضائل اور مناقب سے مالامال پہلے شخص کے مصداق کو تلاش کرنا چاہیں تو آپ کو اس کائنات میں اس کا سب سے بڑا مصداق رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صورت میں نظر آئے گا۔پس جب کبھی ان کی مقدس شخصیت کا نام آتا ہے، جب بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لیا جاتا ہے تو خدا کے ساتھ مختص صفات کے علاوہ فضل و کمال کی تمام صفات ، اور گزشتہ تمام انبیاء کی جد و جہد اور محنت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس میں ضم ہوتی ہوئیں نظر آتی ہیں لہٰذا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد علم ، اخلاق ، رفعت اور بلندی، ظلم وفساد کے خلاف محاذ، کلمہ توحید کے علاوہ ہر چیز کی فنا اور باالآخر نتیجے میں ہم اس لمبی فہرست کے محتاج نہیں بلکہ ان تمام فضائل و مناقب اور کمال کو ایک لفظ میں پیش کر سکتے ہیں اور وہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

لیکن جب مسلمانوں کے امور اور خلافت امین اور دیندار ہاتھوں سے نکل گئی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور مقام و منزلت اور فضائل وکمالات کا یہ عالی مرتبہ بھی لوگوں کے ذہنوں سے محو اور ان کی نظروں میں تنزلی کا شکار ہونے لگا۔پس ایسے وقت میں امام حسین علیہ السلام اپنے نانا کے فضائل و کمالات کی تجسیدی صورت میں ابھر کر دنیا کے سامنے آئے اور تمام تر قربانیاں دے کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت اور ان کی لائی ہوئی شریعت کی ذھنوں میں محو ہوتی ہوئی تصویر کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیا ۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں اور ان کی شریعت کی بقاء امام حسین علیہ السلام کے مرہون منت ہے ۔ لہٰذا امام حسین علیہ السلام کا وجود نسبی اس حوالے سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں کا وجود اوربقاء امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے ہے۔ پس اس طرح سے دونوں ایک دوسرے سے ہیں۔

سوال:امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر سیاہ لباس پہننے کا کیا حکم ہے ؟

جواب:امام حسین علیہ السلام اور باقی اہلبیت علیھم السلام کے مصائب پر حزن اور اس کا اظہار شرعی طور پر مطلوب و مرغوب ہے اور یہ عمل باعث ثواب ہے اور سیاہ لباس پہننا بھی حزن کے اظہار کا طریقہ بلکہ اس کی چلتی پھرتی ایک شکل ہے جو کوئی بھی ایسا کرتا ہے وہ بہت زیادہ ثواب اور اجر کا مستحق ہے ۔

سوال:روایات میں ہے کہ اگر قریب سے زیارت ممکن نہ ہو تو دور سے ہی زیارت پڑھ لی جائے پس اس دوری کی کم از کم مسافت کیا ہے؟

جواب: اگر کسی کے لئے معصومین علیہم السلام میں سے کسی معصوم کی قریب سے زیارت کرنا ممکن نہ ہو یا قریب سے اس کے لئے زیارت کرنا دشوار ہو تو دور سے بھی ان کی زیارت پڑھ کر اجر و ثواب حاصل کر سکتا ہے اور دوری کی مسافت کے اعتبار سے کوئی خاص حد نہیں ہے بلکہ جو شخص بھی معصومین علیہم السلام کے سامنے یا ان کی قبر و ضریح کے پاس اور ان کے گنبد تلے نہیں ہے اور ضریح کا بوسہ لینا اور اسے مس کرنا اسے ممکن نہ ہو تو وہ دور اور بعید کہلائے گا۔

سوال: کیا امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں یا پھر امام کی زیارت گناہوں کی معافی مانگنے کا وسیلہ ہے؟

جواب: امام اور امامت کی معرفت کے ساتھ کی گئی زیارت یقینی طور پر تمام گناہوں کی معافی کا سبب ہے بشرطیکہ اس کا مکمل ارادہ یہ ہو کہ وہ زیارت کے بعد آئندہ گناہ نہیں کرے گا۔

سوال: کیا یہ بات صحیح ہے کہ آئمہ میں سے ایک امام کی زندگی میں عباسی خلافت کے دوران امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنا ممنوع تھا اور اس دور کے شیعوں نے اپنے بچوں اور اولاد کی قربانی کے بدلے میں کربلاء کی زیارت کی۔ اگر یہ بات درست ہے تو مصدر کا نام اور یہ بتائیں کہ امام حسین علیہ السلام کا ان قربانیوں کے پیش کرنے پر کیا رد عمل تھا؟

جواب: آئمہ علیہم السلام نے کبھی بھی کسی قسم کے حالات میں کسی کو بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے نہیں منع کیا بلکہ ہمارے پاس بہت سی ایسی روایات بھی ہیں کہ جو خوف کے باوجود بھی زیارت کرنے پر زور دیتی ہیں ان روایات میں سے ایک روایت میں حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خوف کی وجہ سے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک نہ کرو پس جو شخص بھی امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو ترک کرے گا وہ حسرت اور افسوس کا شکار ہوگا اور کہے گا میں بھی قتل ہو جاتا، اور کاش میری قبر امام حسین علیہ السلام کے مرقد کے پاس ہوتی اور جن حوادث اور مشاکل کو آپ نے ذکر کیا ہے متوکل عباسی کے دور حکومت میں رونما ہوئے۔ اس نے امام حسین علیہ السلام کی قبر اطہر کے گرد پہرا بٹھا دیا اور لوگوں کو ہر ممکن طریقہ حتی قتل کے ذریعے بھی زیارت سے روکنے کے لئے فوج تعینات کر دی۔

سوال: عراق میں بسنے والے شیعوں کی عادت ہے کہ وہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت کو پیدل جاتے ہیں اور ایک عظیم روحانی ماحول میں کئی دن مسلسل سینکڑوں کلومیٹر کی مسافت پیدل طے کر کے کربلا پہنچتے ہیں۔ فقہی نقطہ نظر سے اس عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ عمل مستحب موکد ہے اور اس سلسلے میں ہماری معتبر کتب اور معصومین علیہم السلام سے مروی احادیث میں بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے، خدا سے دعا ہے کہ وہ مومنین کے اس عمل کو قبول کرے اور اہلبیت کے ساتھ مزید تمسک کو مزید مضبوط کرے اور امام حسین علیہ السلام کے مشن اور ان کے مقاصد کے دفاع کے لئے ہمیشہ جانثاری کے جذبات سے لبریز رکھے۔

سوال: جس شخص کے لئے پیدل چلنا ممکن ہے آیا اس کا زیارت کے لئے پیدل جانا افضل ہے یا سوار ہو کر؟

جواب: جو شخص امام حسین علیہ السلام کی زیارت کے لئے پیدل جا سکتا ہے اور اس کی وجہ سے کسی ایسے عمل میں خلل پیدا نہ ہوتا ہو جو شرعی طور پر اس سے اہم ہو تو ایسی صورت میں اس کے لئے پیدل جانا سوار ہو کر جانے سے افضل ہے۔

سوال: آپ ان افراد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جو کربلا تک پورے راستے میں پیدل آنے والے زائرین کی ہر طرح سے خدمت کرتے ہیں اور انتہائی زیادہ پیسہ اس سلسلے میں خرچ کرتے ہیں؟

جواب: یہ ایک انتہائی نیک عمل ہے اور دنیا و آخرت میں خدا انہیں اس کی جزاء دے گا۔

سوال: حضرت عباس علیہ السلام اور جناب حر کو شہداء کربلا سے الگ دفن کرنے کا کیا فلسفہ ہے؟

جواب: جناب عباس علیہ السلام کے الگ دفن ہونے کے بارے میں مختلف اقوال ہیں لیکن شائد صحیح یہ ہے کہ زخموں کی کثرت کی وجہ سے جناب حضرت عباس علیہ السلام کا لاشہ اٹھانے کے قابل ہی نہیں رہا تھا جس کے سبب لاش کو وہیں دفن کر دیا گیا۔

اور جناب حر کے بارے میں مشہور یہ ہے کہ ان کے رشتہ داروں یا ان کی والدہ نے لاشے کو تاراجی اور پامال ہونے سے بچانے کے لئے دور کر دیا تھا۔

سوال: شبیہ ذوالجناح کے اوپر موجود کپڑوں کے ساتھ جو پیسے باندھے جاتے ہیں یا وہ پیسے جو ذوالجناح کے لئے دیے جاتے ہیں ان کا شرعی مصرف کیا ہے؟

جواب: ان کو امام حسین علیہ السلام کی مجالس اور امام حسین علیہ السلام کے مشن کے لئے صرف کیا جائے۔